عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

رسول اللہ ﷺ کا عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک

جلد: ۳۸ | ۱۹ تا ۲۶ رشوال ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ رجون ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۲۴

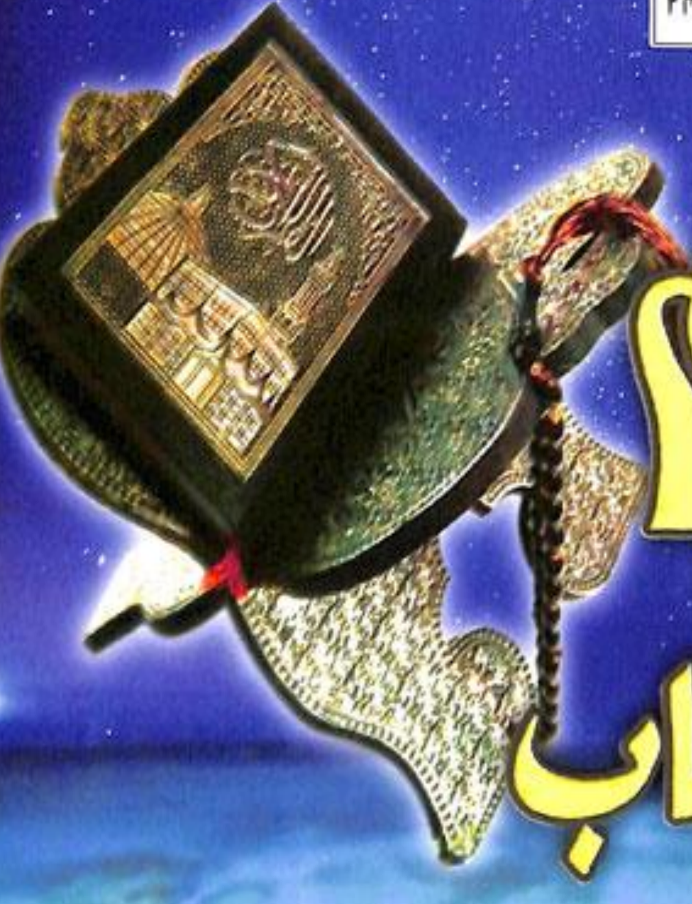

قرآن کریم ایک جامع کتاب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سے متعلق اہم توضیح

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

غیر مسلم سے دودھ خریدنا

س:......میں دودھ بیچنے کا کام کرتا ہوں، لیکن جس صاحب (یعنی اس کے باڑے) سے میں دودھ خریدتا ہوں، وہ غیر مسلم یعنی ہندو ہے، سندھ کا باشندہ ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس صاحب کے ساتھ میرا معاملہ جائز ہے یا نہیں؟

ج:.....جس ہندو کے باڑے سے آپ دودھ خریدتے ہیں اگر آپ کو یقین ہے کہ ان کا دودھ ناپاک نہیں ہوتا ہے تو اس سے آپ کے لئے دودھ خریدنا جائز ہے اور اگر ناپاکی کا علم ہوجائے تو پھر اس سے خریدنا جائز نہ ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”لا بأس بان یکون بین المسلم والذمی معاملة اذا کان مالا بدمنه“

(فتاویٰ عالمگیری ص:۵/۳۴۸ کتاب الکراہیة)

سینٹ کا استعمال

س:......آج کل جیسے عموماً لوگ سینٹ کا بکثرت استعمال کرتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا سینٹ کا استعمال جائز ہے؟ نیز کیا اس سے بھی سنت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

ج:......اگر سینٹ کے اجزائے ترکیبیہ میں کسی ناپاک یا حرام اشیاء کے ملانے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو اس صورت میں ایسے سینٹ کا استعمال جائز ہے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا وجود نہیں تھا، اس لئے اسے سنت کہنا تو مشکل ہے۔ باقی ثواب کا دارومدار تو نیتوں پر ہے، اللہ رب العزت کی شان کریمی سے کیا بعید ہے کہ خوشبو کی نیت سے استعمال کرنے پر اجر عطا فرمادیں۔

طوطا حلال جانور ہے

س:......طوطے کا کھانا کیسا ہے؟ اگر طوطا شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے تو کیا اس کا گوشت کھانا جائز ہے؟

ج:......طوطا حلال پرندہ ہے، اس کا گوشت حلال ہے۔ فتاویٰ محمودیہ میں اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ طوطا پھل کھاتا ہے، روٹی کھاتا ہے، اس کی غذا میتہ اور مردار نہیں نہ وہ شکار کرتا ہے وہ حلال ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ، جدیدیہ ص:۱۸/۲۳۳)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”وما لا مخلب له من الطیر والمستأنس منه کالدجاج والبط، والمتوحش کالحمام والفاختة والعصافیر والقبج والکرکی والغراب الذی یأکل الحب والزرع ونحوها حلال بالاجماع کذافی البدائع۔“ (فتاویٰ عالمگیری، ص:۵/۲۸۹: الباب فی بیان مایؤکل لحمه وما لایؤکل طبع رشیدیه)۔

واللہ اعلم بالصواب.

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۸ — ۱۹ تا ۲۶ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ رجون ۲۰۱۹ء — شمارہ: ۲۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

’’تعلیم وتربیت کورس‘‘ کی افادیت	۵	محمد اعجاز مصطفی
قرآن کریم.....ایک جامع کتاب	۹	مفتی مزمل حسین کاپڑیا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سے متعلق اہم توضیح	۱۳	مولانا محمد عبدالحمید تونسوی
رسول اللہ ﷺ کا عورتوں کے ساتھ حسن سلوک	۱۶	مولانا ندیم احمد انصاری
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۹)	۱۹	بیان: مولانا محمد علی جالندھری
تھالی کا بینگن (۱۶)	۲۲	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
ختم نبوت کورس چناب نگر..... تفصیلی رپورٹ	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی پروگرامز	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

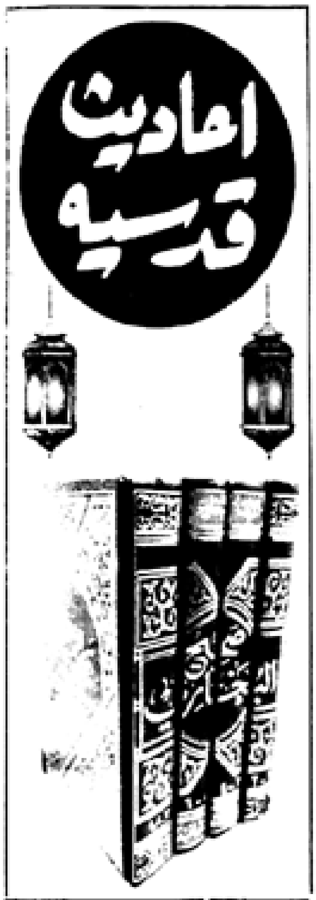

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

قیامت

حدیث قدسی ۲۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے دوست جبرائیل ابھی میرے پاس سے گئے وہ کہتے تھے: قسم اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ نے پانچ سو سال تک ایک پہاڑ کی چوٹی پر عبادت کی، یہ پہاڑ سمندر کے بیچ میں ہے۔ یہ پہاڑی تیس مربع میل ہے، اس کے چاروں طرف سینکڑوں میل کا سمندر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عابد کے لئے اس پہاڑ میں ایک میٹھے پانی کا چشمہ جاری کردیا، جس کی دھار انگلی کے برابر موٹی ہے اور ایک درخت انار اس پہاڑی کی جڑ میں اُگا دیا گیا جس میں ہر روز ایک انار تیار ہوتا تھا۔ یہ عابد اس پہاڑی سے اتر کر وضو کرتا اور اس انار کو کھا کر پھر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتا۔ جب اس عابد کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اس نے عرض کیا: الٰہی میری روح سجدے کی حالت میں قبض ہو اور میرے جسم کو محفوظ رکھا جائے اور میں قیامت میں سجدے کی حالت سے اٹھایا جاؤں، اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ چنانچہ ہم آسمان سے اترتے چڑھتے اس کو اسی حالت میں دیکھتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ بندہ جب حاضر کیا جائے گا تو حضرت حق ارشاد فرمائیں گے: میرے بندے! میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا، یہ عرض کرے گا: الٰہی! میرے عمل کی وجہ سے دو دفعہ ایسا ہی ہوگا، اللہ تعالیٰ رحمت سے فرمائے گا اور یہ عمل کا نام لے گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو نعمتیں میں نے اس پر کی ہیں اور جو عمل اس نے کئے ہیں ان کا حساب کرو، جب حساب شروع ہوگا تو صرف آنکھ کی نعمت ہی کے بدلے میں پانچ سو سال کی عبادت ختم ہو جائے گی اور باقی جسم پر جو احسان ہیں وہ فاضل ہوں گے، ارشاد ہوگا: میرے بندے کو آگ میں داخل کرو، پس دوزخ کی طرف اس کو کھینچا جائے گا۔ یہ کہے گا: اے رب! مجھ کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دیجئے، ارشاد ہوگا اس کو لوٹا لاؤ، چنانچہ یہ حاضر کیا جائے گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! تجھ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ عرض کرے گا: آپ نے پیدا کیا، پھر ارشاد ہوگا: پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی طاقت کس نے دی؟ یہ کہے گا: یارب! آپ نے، پھر ارشاد ہوگا پانی کی موجوں کے درمیان پہاڑ پر تجھ کو کس نے پہنچایا اور کھارے پانی میں سے میٹھے پانی کا چشمہ تیرے لئے کس نے نکالا اور انار کا درخت جو ایک سال میں ایک دفعہ پھل لاتا ہے رات دن میں اس کو ایک پھل دینے والا کس نے بنایا اور تو نے جب یہ درخواست کی کہ میری جان سجدے کی حالت میں نکلے تو میں نے یہ بات تیری پوری کردی، یہ عرض کرے گا: اے رب! تو نے ہی یہ سب کچھ کیا ارشاد ہوگا: یہ میری رحمت ہے اور میں اپنی رحمت سے تجھ کو جنت میں داخل کرتا ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا: اے محمد! تمام اشیاء اللہ کی رحمت ہی ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ سہو

س:......فرض یا واجب کے علاوہ کی کوئی سنت یا کوئی مستحب عمل بھول کر رہ جائے یا دانستہ چھوڑ دیا جائے تو اس کے لئے کیا شریعت نے سجدۂ سہو کرنا بتلایا ہے؟

ج:......نماز کے اندر کے سنن و مستحبات بھول کر دانستہ چھوٹ جائیں تو اس پر شریعت نے سجدۂ سہو نہیں بتلایا اور ان کے رہ جانے کے باوجود نماز ادا ہو جائے گی۔

س:......نماز کے اندر شریعت کے بتلائے ہوئے فرض اگر بھول کر رہ جائیں تو شریعت نے کیا حکم لگایا ہے؟

ج:......نماز کے اندر جتنے فرائض ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی بھول کر رہ گیا تو وہ نماز سرے سے ہوگی ہی نہیں بلکہ اس نماز کو دوبارہ ادا کرنا ہوگا۔

س:......نماز کے اندر کے فرائض و واجبات اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیئے جائیں تو سجدۂ سہو سے نقصان پورا ہو جائے گا؟

ج:......نماز کے اندر کے فرائض و واجبات میں سے کوئی ایک بھی جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو وہ نماز ٹوٹ جاتی ہے، سجدۂ سہو کے ادا کرنے سے بھی وہ نقصان پورا نہیں ہوگا اور اس نماز کو دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔

س:......شریعت نے سجدۂ سہو کی فقہی حیثیت کیا متعین کی ہے؟

ج:......سجدۂ سہو کی ضرورت کے وقت سجدۂ سہو ادا کرنا واجب ہے، اگر واجب ہونے کے باوجود سجدۂ سہو چھوڑ دیا جائے تو چھوڑنے والا گناہگار ہوگا اور وقت میں گنجائش ہو تو نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی اسے دوبارہ پڑھنے سے چھوڑنے کا گناہ بھی ختم ہو جائے گا، لیکن اگر وقت میں گنجائش نہ ہو (یعنی اس نماز کے ادا کرنے کا وقت ختم ہو گیا ہو) اور مکروہ وقت ہو تو دوبارہ اس نماز کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اور سجدۂ سہو بھی ساقط ہو جائے گا اور اسی کمی کے ساتھ وہ نماز ادا ہو جائے گی۔

س:......اگر کسی اک نماز میں ایک سے زائد مرتبہ نقصانات ہو جائیں جن پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے تو کتنے سجدے سہو کرنے ہوں گے؟

ج:......کسی ایک نماز میں سجدۂ سہو کو واجب کرنے والے چاہے کتنے ہی نقصانات کیوں نہ ہو جائیں سجدۂ سہو ایک ہی واجب ہوگا جو ان تمام نقصانات کو پورا کردے گا۔

اداریہ

بچوں کے اسلامی واصلاحی

”تعلیم وتربیت کورس“ کی افادیت!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسلمان بچوں کو دین اسلام کی بنیادی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ گزشتہ برس جامع مسجد عائشہ باوانی بزرٹہ لائن میں چالیس روزہ ”تعلیم وتربیت کورس“ منعقد کیا گیا جس کی افتتاحی تقریب میں حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے بچوں اور ان کے والدین سے خطاب فرمایا۔ عزیزم مولانا محمد قاسم نے اسے قلم بند کیا، جسے افادہ عام کے لئے شامل اشاعت کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

قال اللّٰہ تعالیٰ:

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ○ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ○ (فاطر:۲۹-۳۰)

ترجمہ: ”تحقیق وہ لوگ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو روزی دی ہے پوشیدہ اور ظاہر، وہ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ تاکہ وہ بدلہ دے ان کو ان کا پورا پورا اور زیادہ دے گا ان کو اپنے فضل سے، بے شک وہ بہت بخشش کرنے والا اور قدر دان ہے۔“

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”لا یزال اللّٰہ یغرس فی ھذا الدین غرساً یستعملھم فی طاعتہ.“ (سنن ابن ماجہ ص:۳، طبع نور محمد)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین میں ایسے پودے اگاتے رہیں گے، جنہیں وہ اپنی اطاعت میں استعمال فرماتے رہیں گے۔“

آج بڑوں کا پروگرام نہیں ہے، چھوٹے بچوں کا پروگرام ہے۔ تو آج میں تقریر بھی چھوٹے بچوں والی کروں گا، جوان کو بھی سمجھ میں آئے گی اور بڑوں کو بھی ان شاء اللہ! اس سے فائدہ ہوگا۔

دیکھو! آدمی جب کوئی کام کر رہا ہوتا ہے، کوئی چیز بنا رہا ہوتا ہے، اس کو اس وقت اندازہ نہیں ہوتا کہ آگے چل کر اس کا فائدہ کتنا ہوگا؟! یہ دیہات میں مشہور ہے، یہ جو ہم چاول کھاتے ہیں ناں! اچھے سے اچھا چاول، آپ کو پتا ہے اس کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ پہلے چھوٹی سی زمین میں تھوڑا سا چاول کاشت کرتے ہیں، وہ کونپل نکلتی ہے چھوٹی چھوٹی، اس کو پنیری کہتے ہیں، جب چار یا پانچ انچ کا پودا ہو جاتا ہے تو پھر وہاں سے اس کو اکھاڑ کر ایک خاص طریقہ ہوتا ہے کہ اس کی جڑیں کٹے نہیں، زمین سے کھود کر جتنا بھی آپ نے ایک ایکڑ دو ایکڑ چاول کاشت کرنے ہیں، پہلے کھیت کو پانی سے بھرتے ہیں، پھر وہ جو پنیری

ہوتی ہے ایک ایک تنکا یہاں لگایا، یہاں لگایا، پورے ایک ایکڑ ہے، دو ایکڑ ہے، پانی میں کھڑے ہو کر، اوپر دھوپ ہوتی ہے، نیچے پانی ہوتا ہے، وہ بھی گرم ہوتا ہے، پھر ایک ایک پودا لگاتے ہیں اور پھر اس کو پانی دیتے رہتے ہیں پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ جڑ پکڑ لیتا ہے پھر لہلہاتا ہے پھر وہ جو ایک تنکا لگایا تھا، اس پر کئی بالیاں آجاتی ہیں، ایک پودے پر سات سو اور اس سے کہیں زیادہ دانے آجاتے ہیں، پھر اس کے آگے مراحل ہیں، پکنے کے بعد اس کو کاٹا جاتا ہے پھر چاول الگ کرتے ہیں، چاول بھی اپنے چھلکے میں ہوتا ہے اور دوسرا جو بھوسا وغیرہ ہوتا ہے وہ الگ کرتے ہیں، پھر وہ چاول جو چھلکے سمیت آتا ہے پھر ایک خاص بہت بڑے برتن میں اس کو گرم کرتے ہیں، جوش دیتے ہیں اس کو، پھر اس کو پھیلا دیتے ہیں، سکھاتے ہیں، سکھانے کے بعد پھر وہ مشین میں جاتا ہے پھر اس کا اوپر والا چھلکا الگ ہوتا ہے اور اندر کے چاول الگ ہوتے ہیں، پھر بوریوں اور تھیلیوں میں بند ہو کر ہمارے پاس آتا ہے، دکانوں پر آتا ہے پھر ہم خریدتے ہیں، اور پھر اس کو پکانے کے لئے بھی خاص طریقہ ہے، پکتا ہے، پھر ہمارے منہ میں آتا ہے۔ کتنا اس کے پیچھے تیاری اور محنت ہے؟!

میرے بھائیو! دین میں بھی بالکل اسی طرح ہے، یہ جو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ناں! آج ہم یہ پودے لگائیں گے کل پتا نہیں ان میں سے کس سے اللہ تعالیٰ دین کا کام لیں گے؟! جو ہمارے بڑے تھے، وہ بھی اسی طرح بچے تھے۔ ان سے اللہ نے کام لیا۔ ہم جب آئے تھے ہمیں بھی پتا نہیں تھا، ہمارے ماں باپ کو بھی پتا نہیں تھا، کہ کس سے اللہ کیا کام لے؟! آج ہم یہ جو چھوٹے موٹے کورس رکھتے ہیں، بناتے ہیں، کیا پتا اللہ تعالیٰ ان میں سے کس کو دین کے لئے قبول کرے گا اور ہمارا اس میں حصہ ہوگا۔

یہ کورس ''تعلیم و تربیت'' جب ترتیب دیا جا رہا تھا ناں! ہمارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ و ناظم تعلیمات تھے حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہید نور اللہ مرقدہ، یہاں بھی تشریف لائے تھے جب کورس ہم نے شروع کیا تھا۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد اسحاق اور بنوری ٹاؤن کے دو تین اور طلباء تھے، وہ آتے تھے، تو حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ یہاں تشریف لائے تھے۔ وہ یہ کورس جب بنا رہے تھے، آپ ان کو دیکھتے! پوری پوری رات ان کی لگ جاتی تھی، ایک صفحہ لکھا، پھر اسے پڑھتے تھے: ''بھئی! یہ لفظ تو بچوں کی ذہنی سطح سے اونچا ہے۔'' پھر اس کو تبدیل کراتے تھے، ہم بھی وہاں بیٹھے ہوتے تھے، ہمارا کام اپنا ''بینات'' کا ہوتا تھا، ان کا یہ ہوتا تھا۔ یعنی کتنا خون جلا کر، پسینہ نکال کر یہ کورس انہوں نے شروع کیا، ان کو بھی اندازہ نہیں ہوگا کہ آج پورے پاکستان میں اور اب کئی بیرون ممالک بھی یہ کورس پڑھایا جاتا ہے۔ آپ خود سوچیں! اس کا اجر و ثواب کس کو مل رہا ہوگا؟ یہ مولانا عطاء الرحمٰن شہید کو۔

دیکھو! ایسے لوگ ہوتے ہیں، جو کام امت کے لئے اخلاص کے ساتھ، بڑی تڑپ اور درد دل کے ساتھ کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول کرتا ہے۔ دنیا ان سے نفع اٹھاتی ہے۔ وہ جب تک زندہ رہتے ہیں، اگرچہ وہ فقیرانہ لباس میں ہوتے ہیں، اور بالکل متواضع ہوتے ہیں، لیکن اللہ کے ہاں ان کا بڑا اونچا مرتبہ اور مقام ہوتا ہے، اور اللہ جب اس دنیا سے لے جاتے ہیں تو اعزاز کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ جانا تو ہر ایک نے ہے، لیکن کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کے اعزاز کے لئے، جن کے استقبال کے لئے فرشتے پہلے سے تیار ہوتے ہیں، استقبال کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! کل ایک عالم نے بات کہی اور بہت اچھی بات کہی، وہ آپ لوگوں کو بھی سناتا ہوں: ''دنیا میں جو لوگ رہتے ہیں ناں! یہ غور سے سنیں اور دل میں بھی لکھیں اور یہ بات آپ آگے بھی منتقل کریں۔ دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ قسم ہے کہ جو روٹین کی زندگی گزار رہے ہیں۔ روٹین کیا ہے؟ صبح اٹھیں گے، ناشتہ کریں گے اور پھر اپنے کام پر چلے جائیں گے، جو بھی جس کی ذمہ داری ہے، کوئی دفتر میں جا رہا ہے، کوئی کہیں جا رہا ہے، کوئی کہیں جا رہا ہے، اپنی ڈیوٹی پوری کی اور واپس آ گئے شام کو، کھانا کھایا، نماز پڑھی اور پھر جو بھی مصروفیات ہیں، پوری کیں اور سو گئے۔ دوسرا دن آیا پھر یہی کام، تیسرا دن آیا پھر یہی، چوتھا دن آیا یہی۔ بس چل رہا ہے، یہ زندگی چل رہی ہے۔

اور ایک قسم ہے اُن لوگوں کی جو اس سے آگے دوسروں کے لئے سوچتے ہیں، دوسروں کے لئے فکر کرتے ہیں، دوسروں کے لئے پریشان ہوتے ہیں، تڑپتے ہیں، تو میرے بھائیو! مرنے کے بعد دنیا ان کو تو یاد کرتی ہے جو دوسروں کے کام آتے ہیں، دوسروں کے لئے انہوں نے زندگی گزاری۔ اور جو روٹین کی زندگی گزار رہا ہے ان کے جانے کے بعد کوئی ان کو یاد نہیں کرتا۔ ہے یا نہیں؟ وزیر اعظم ہوگا، صدر ہوگا، گورنر ہوگا، اور بڑے سے بڑے عہدے پر ہوگا، یہ ساری زندگی روٹین کی زندگی ہے، ان کے نہ آنے کا دنیا کو فائدہ ہے اور نہ ان کے جانے کا دنیا کو کوئی غم ہے۔ یعنی ان کا آنا نہ آنا برابر ہے اور ایک وہ لوگ ہوتے ہیں

جن کا آنا فائدہ مند ہوتا ہے، وہ دوسروں کے لئے کڑھتے ہیں، دوسروں کے لئے تڑپتے ہیں، دوسروں کے لئے اچھی اچھی باتیں سوچتے ہیں، دوسروں کو ترجیح دیتے پر لگاتے ہیں۔ میرے بھائیو! یہ جب جاتے ہیں تو دنیا میں خلا پیدا ہوتا ہے اور ان کا جانا پیچھے رہنے والوں کے لئے بڑے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن نفع بھی ہوتا ہے، دنیا ان سے نفع اٹھاتی ہے۔ آج ہم علماء کو یاد کرتے ہیں، اہل اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ کیوں؟ وہ دوسروں کے لئے تڑپتے ہیں، دوسروں کے لئے کام کرتے ہیں۔ اب اس میں سبق ہمارے لئے کیا ہے؟ کہ ہمیں روٹین کا آدمی نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں بھی دوسروں کے لئے فائدہ مند ہونا چاہئے۔ جب ہم دوسروں کے لئے تڑپیں گے، کڑھیں گے، ان کی اچھائی کا سوچیں گے، تو میرے بھائیو! پھر دنیا ہمیں بھی اچھائی سے یاد کرے گی اور آگے جائیں گے تو پھر نفع ہی نفع ہے۔

یہ مشہور واقعہ ہے، بعض اوقات کام کرتے ہیں ناں! لوگ کہتے ہیں: یہ تو چھوٹا سا کام ہے، اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ہارون رشید بڑا منصف بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے زمانے میں ایک اللہ والا تھا، مرد قلندر، بہلول جس کو کہتے تھے، تو وہ جیسے باغ لگاتے ہیں ناں! آم کا درخت، چھوٹا سا، ادھر سے اٹھا کر ادھر لگا رہے تھے۔ ہارون رشید نے کہا: یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا: آم کا درخت لگا رہا ہوں۔ کہا: اپنی عمر کو تو دیکھو! اور اپنے کام بھی دیکھو! کیا تم اس کے پھل کے، اس آم کے پکنے تک زندہ رہو گے؟ تو بہلول نے کہا: آج تو جو آم کھا رہا ہے یہ تو نے لگائے تھے؟ یہ بھی تو کوئی لگا کر گیا ہے۔ وہ بات جا کے لگی ناں اس کے دل پر تو اس نے کہا کہ بات تو سچی ہے۔ کہا: اس کو ایک تھیلی دے دو اشرفیوں کی انعام کے طور پر، تو بہلول نے پھر ایک چوٹ لگائی، کہا: ہارون رشید سن! لوگوں کے جو باغ ہوتے ہیں ناں، درخت آموں کے، وہ اپنی عمر کو پہنچنے کے بعد سال دو سال بعد پھل دیتے ہیں، لیکن میں نے ابھی لگایا ہے، اور میرے باغ نے تو مجھے ابھی سے پھل دے دیا ہے۔ کہتا ہے: یہ بات بھی تیری ٹھیک ہے، کیوں کہ وہ جو باغ لگا رہا ہے وہی سبب بنا اس کے انعام کا۔ اس نے کہا: دوسری تھیلی دے دو۔ دوسری تھیلی دے دی تو وہ کیا کہتا ہے؟ کہتا ہے: لوگوں کے باغ سال میں ایک دفعہ پھل دیتے ہیں مگر میرے باغ نے دو دفعہ دے دیے، تو کہا: بھئی! تیسری تھیلی بھی دو اور یہاں سے کوچ کرو۔ یہ بابا ہمیں خالی کر دے گا۔

یہ ہے تو سمجھنے کے لئے، دیکھو! آج اگر ہم کوئی بات دین کی کر رہے ہیں ہمیں بھی کسی نے لگایا تھا۔ ہمارے بڑوں کو، ہمارے والدین کو کسی نے رخ دیا تھا کہ اپنے بچے کو پڑھاؤ اور اپنے بچے کو یہ لائن دو۔ ہمیں یاد ہے، ہمارے بزرگ بتاتے تھے کہ ایک زمانہ یہ تھا، ہمارے بڑے کہتے تھے لوگوں کو: بھائی! ہمیں پیسے نہیں چاہئیں، ہمیں اپنی اولاد میں سے ایک بچہ دے دو۔ یہ آج جو مدرسہ اور یہ خانقاہیں اور مساجد ہمیں آباد نظر آ رہی ہیں کیا اس کے پیچھے محنتیں نہیں ہیں؟ ایک ایک بچہ مانگا تھا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے، ہمیں ایک بچہ دے دو۔ ہم اس کو دین پڑھائیں گے، ہم اس کو عالم بنائیں گے، اور ساتھ یہ بھی کہا تھا: بھائی! اس کے کھانے کی فکر تمہاری نہیں، اس کے پہننے کی فکر تمہاری نہیں، بس تم ایک بچہ دے دو۔ یہ مدرسوں کی جو بنیاد پڑی ہے وہ یہ ہے۔ انگریز کے دور سے پہلے ان مدارس اور علما کا بڑا مقام ہوتا تھا، مدارس کے نام پر زمینیں ہوتی تھیں، انگریز نے ساری قبضے میں لے لیں کہ یہ سسٹم بند ہو جائے۔ پھر ہمارے بزرگوں نے ایک نئے انداز سے اس کو شروع کیا کہ بھائی! ہمیں پیسے نہیں چاہئے، ہمیں ایک بچہ دے دو، ہم اس کو عالم بنائیں گے۔ اس طرح انہوں نے وصول کر کے ان بچوں کو، ہمارے بڑوں کو عالم بنایا۔ الحمدللہ! انہوں نے بھی دین کا کام کیا۔

آج میں یہ سمجھتا ہوں، تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ ایک طرف دیکھیں تو بڑی رونق ہے اور دوسری طرف دیکھیں تو بالکل تاریکی نظر آتی ہے۔ آج ہمارے گھروں میں آپ خود بتائیں، قرآن کی آواز نہیں ہے، دین کے مسائل نہیں جانتے۔ ہے یا نہیں؟ حلال حرام میں فرق، حلال آئے تو آدمی خوش ہو جائے اور حرام سے آدمی ڈر جائے، کانپ جائے کہ یہ حرام ہے، آج یہ کیفیت ہمارے گھر میں نہیں ہے۔ پہلے ماں بچے کو کہتی تھی: بیٹا! باہر جا رہے ہو روزی کمانے کے لئے، گھر میں حلال لانا ہے، حرام نہیں لانا، اور اگر حرام لاؤ تو ہمارے گھر نہیں آنا۔ بیوی یہی کہتی تھی: بھئی! کما کر لاؤ تو حلال کما کر لاؤ۔ ہم اپنے بچوں کو حرام نہیں کھلا سکتے، جہنم کا ایندھن نہیں بنا سکتے۔

آج میرے بھائیو! یہ کیفیت ہمارے گھروں میں نہیں ہے۔ آج تو کہتے ہیں: لاؤ! جو بھی ہے، جیسے بھی ہے، لاؤ! یہ کیفیت ہم لوگوں کو بدلنی چاہئے۔ کم از کم گھر میں ایک آدمی تو صاحب علم ایسا ہو کہ جس کے حلیہ سے بھی پتا چلے، جس کو حلال کا بھی پتا ہو، حرام کا بھی پتا ہو۔ اور دیکھو! آپ لوگ کبھی سوچا کرو،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاشرت ہمیں دی ہے، میں کہتا ہوں ایسی خوبصورت معاشرت تو کسی کے پاس ہی نہیں ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا کہا جاتا ہے؟ اسلام کا طریقہ ہے کہ اس کے کان میں اذان دو۔ سوچو! کیوں؟ کیوں؟ بھائی! یہ بھی ایمان کا بیج ہے۔ وہ اللہ کا نام جب سنے گا ناں! کانوں سے ہوتے ہوئے اس کے دماغ اور دل میں پہلی آواز یہ جانی چاہئے: ’’اللہ اکبر! اللہ بڑا ہے۔‘‘ یہ ایمان کا بیج ہے۔ ورنہ کیا ضرورت ہے؟ ایک تو پیدا ہونے والا بچہ چاہے کسی کے گھر میں پیدا ہو رہا ہے۔ یہودی کے گھر میں، عیسائی کے گھر میں، ہندو کے گھر میں۔ جب وہ پیدا ہوتا ہے، بالکل فطرت پر ہوتا ہے۔ وہ فطرت جو اللہ چاہتے ہیں۔ اور اب اس فطرت کو آگے بڑھانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بتلایا کہ ان کے کان میں اذان بھی دو، اور دوسرے کان میں اقامت کہو! تاکہ اللہ کا نام اس کے دل و دماغ میں پیوست ہو جائے۔ ان کی تختی صاف ہوتی ہے۔

آج ہم ان بچوں کو جو بات بتائیں گے، میرے بھائیو! وہ ان کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائے گی۔ مسجد میں بچے آتے ہیں، میرا رویہ بالکل الگ ہے، کچھ لوگوں کو بڑا عجیب سا بھی لگتا ہے۔ بچے پیار کے مستحق ہیں، اگر وہ مسجد میں آیا ہے، اس کو ایسا رویہ دو کہ مسجد سے اس کو محبت ہو جائے ٹھیک ہے ناں! جب آئے گا، مجھے نماز پڑھتا دیکھے گا، آپ کو دیکھے گا، خود بخود وہ نماز پڑھنا شروع کر دے گا۔ اور اگر یہ آئے مسجد میں، میں ادھر اس کو تھپڑ لگاؤں، آپ اس کو ادھر آنکھیں دکھائیں، تیسرا اس کو کھینچ کر پیچھے کھڑا کر دے، تو بتاؤ! یہ بچہ متنفر نہیں ہوگا؟ شرعی مسئلہ میں جانتا ہوں، آپ تو نہیں جانتے۔ یہ بات ہے تو بڑی، لیکن مجھے کہنے کی ضرورت ہے۔ آج ہم میں سے ہر آدمی ناں! اپنے آپ کو مفتی سمجھتا ہے۔ پتا ہے؟ یہ جو مولوی ہے ناں! یہ مولوی کچھ نہیں جانتا۔ اور یہ جو پیچھے کھڑے ہیں ناں! یہ ماشاء اللہ! بڑے مفتی بھی ہیں، بڑے اللہ والے بھی ہیں، بڑے بزرگ بھی ہیں۔ حالانکہ ایسی بات نہیں۔ کم از کم ماننے والی کیفیت تو پیدا کرو۔ ایک بات آپ کی بھلائی اور فلاح کے لئے بتائی جا رہی ہے بھئی! تم اس کی بات کو مانو! آج یہ معاشرہ بنتا جا رہا ہے۔ بڑا افسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے دل میں اتنی بھی قدر نہیں ہے کہ ایک عالم کا کیا مقام ہے؟ اس کی کیا عزت ہے؟ کیا وقار ہے؟ اور ایک بات اگر وہ ہمیں کہہ رہا ہے، تو وہ عالم ہے، وہ جانتا ہے، میں تو نہیں جانتا۔ آپ کو تو ماننے کی ضرورت ہے، لیکن آج ماننے والی کیفیت نہیں ہے۔ اور اس کا ہم نقصان بھی دیکھ رہے ہیں اپنے گھروں میں۔ ماننے والی طبیعت پیدا کرو۔ عالم نے جو کہہ دیا، مجھے سمجھ آئے تب بھی ٹھیک ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا تب بھی ٹھیک ہے۔ بھئی! ایک ذمہ دار نے یہ بات کہی ہے۔ باہر جاتے ہیں دکان پر، وہ الٹی سیدھی بات میں ہمیں لگا کر چیز دیتا ہے، ہم بڑے خوش ہوتے ہیں، اعتماد کرتے ہیں اس پر۔ ڈاکٹر الٹی سیدھی دوائی دے تب بھی ہم اعتماد کرتے ہیں۔ کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟ ایک عالم ہی ایسا ہے کہ ہم نے اس کی بات نہیں ماننی ہے؟

تو میں نے کہا: یہ بچے ہماری شفقت کے مستحق ہیں۔ پریشان نہ ہوں نماز ہو جاتی ہے، بچہ درمیان میں کھڑا ہو، صف کے بیچ میں، تب بھی نماز ہو جاتی ہے۔ ٹھیک ہے؟ بلکہ آج کے دور میں علماء کا فتویٰ یہ ہے: اگر باپ اپنے ساتھ بچہ لا رہا ہے وہ اپنے ساتھ کھڑا کرے، کیوں کہ چار بچے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ شور کرتے ہیں۔ جب بچہ اپنے باپ کے ساتھ ہوتا ہے، تو وہ نماز میں شور نہیں کرتا۔ بیچ میں کھڑا ہو جائے، پہلی صف میں کھڑا ہو جائے، کسی کی نماز میں فرق نہیں آتا۔ لیکن ابھی کھڑا کر دو، آپ دیکھیں، چار آدمی کھڑے ہو جائیں گے ٹوکنے والے، بھئی! امام کھڑا ہے، موجود ہے، اس کا حق ہے یا آپ کا حق ہے؟ نہیں! وہ امام بھی غلط ہے۔ ہماری نماز بھی خراب ہو رہی ہے، ویسے تو ہماری نمازیں بڑی جنید بغدادی والی ہیں؟ اور بچے کے آنے سے خراب ہو جاتی ہیں۔ بالکل یہ رویہ نہیں رکھو۔ بالکل نہیں! یہ شفقت کے مستحق ہیں، ان کو انگلی پکڑ کے آگے چلانا ہے اور آج ان کے ذہنوں میں جو بات ڈالیں گے، میرے بھائیو! وہ بوڑھے ہونے تک بھی نہیں بھولیں گے۔ اور یہ لکھا ہے کتابوں میں: چھوٹے بچے کی مثال پتھر کی ہے، پتھر پر جو آپ لکیر لگا دیں گے، وہ جب تک ہے، نقش رہے گی۔

بوڑھا آدمی ہے ناں! کہتے ہیں کہ اس کو سمجھانا ایسے ہے جیسے پانی پر لکیر کھینچ دو۔ وہ لکیر باقی نہیں رہتی۔ بچے کی مثال ہے، اس پر جو چیز لگا دو وہ جیسے پتھر پر لکیر آ جاتی ہے، بوڑھے ہونے تک۔ میں اور آپ کتنی باتیں ایسی ہیں جو ہمیں کسی استاذ نے پڑھائی نہیں، گھر میں کسی نے بتائی نہیں، لیکن ہم نے سنی ہیں۔ کرتے دیکھا ہے بچپن میں۔ اور آج تک ہمیں یاد ہیں۔ ہیں یا نہیں؟ یہ ہوتا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

قرآنِ کریم.......ایک جامع کتاب

مفتی مزمل حسین کاپڑیا

دنیا کے بڑے بڑے فصحاء، شعراء اور نثر نگاروں نے اپنے خاص بلیغانہ انداز میں قرآن کریم کا تعارف کرایا ہے لیکن صاحب قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سادگی اور دلنشیں انداز میں قرآن کریم کا تعارف کرایا ہے، وہ بالکل منفرد ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن کریم وہ کتاب ہے جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور تمہارے بعد کے حالات ہیں، قرآن کریم تمہارے درمیان حکم اور فیصلہ کرنے والا ہے، یہ غیر سنجیدہ کتاب نہیں، جس متکبر نے قرآن کریم کو ترک کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے اور جس نے غیر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی اللہ اس کو گمراہ کر دیں گے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، یہ ذکر ہے کہ حکمت والا ہے اور سیدھا راستہ ہے، اس کی اتباع سے خواہشات میں کجی واقع نہیں ہوتی۔ قرآن کریم زبانوں پر آسان ہے، علماء قرآن کریم سے سیر نہیں ہوتے اور قرآن کریم بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے، جب جنات نے اس کو سنا تو ان سے رہا نہ گیا، یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ ''ہم نے قرآن عجیب سنا جو راہ ہدایت دکھاتا ہے، پس ہم اس پر ایمان لائے، جس شخص نے قرآن کے موافق کہا، سچ کہا۔ جس نے اس پر عمل کیا اس کو ثواب دیا جائے گا اور جس نے اس کے موافق فیصلہ کیا، انصاف کیا۔ جس نے لوگوں کو قرآن کی طرف بلایا اس کو سیدھی راہ دکھائی گئی۔

(جامع ترمذی۔ باب فضائل القرآن)

قرآن کریم اور ماضی کے قصص و واقعات:

قرآن کریم میں جابجا آسمان و زمین اور تمام کائنات ومخلوقات خصوصیت کے ساتھ انسان کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر ان واقعات اور قصص کا بیان بھی کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں پر کیا کیا انعامات کئے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو کیسے کیسے عذاب کے ذریعہ سزا دی گئی۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ مثال سے عبرت حاصل کرتا ہے اور کسی بھی واقعہ کے کردار اور اس واقعہ سے متعلق افراد کے اچھے یا برے نتائج سے نصیحت پکڑتا ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ رب العزت کی عبادت اور خلافت فی الارض کے منصب کے تقاضے پورے کرنا ہے۔ انسان کے اس مقصد پیدائش کی یاددہانی اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔

قرآن کریم میں جہاں آسمان و زمین، تمام کائنات ومخلوقات اور خصوصیت کے ساتھ انسان کی پیدائش کا ذکر کہیں اجمالی اور بعض جگہ قدرے تفصیلی ہے، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اس دنیا میں مبعوث ہونے والے انبیاء میں سے چند اہم انبیاء اور ان کی اقوام کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہوا ہے، ان انبیاء کی تبلیغ و دعوت کا طریقہ کار اور ان کی قوم کے نیک اور فرمانبردار افراد پر انعام الٰہی کی بارش اور سرکش و نافرمانبردار افراد پر عذاب الٰہی کی شکل میں سزا کا تفصیل کے ساتھ بار بار مختلف انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ: ''قرآن کریم وہ کتاب ہے کہ جس میں تم سے پہلے لوگوں کا ذکر ہے۔'' اس ارشاد میں انبیاء سابقین کے قصص اور واقعات کی طرف اشارہ ہے اور چونکہ قرآن کریم نے انبیاء سابقین کے قصص و واقعات امت محمدیہؐ کے لئے بطور عبرت اور نصیحت بیان کئے ہیں۔ لہٰذا ان واقعات کے بیان کرنے میں مندرجہ ذیل امور کی خاص رعایت رکھی گئی ہے:

۱:...... قرآن کریم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص کے ان حصوں کو خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ جن میں اُمت محمدیہؐ کے لئے وعظ و نصیحت اور عبرت کے پہلو اجاگر ہوتے ہوں۔

۲:...... قرآن کریم نے انبیاء اور غیر انبیاء

کے وہ واقعات ذکر کئے ہیں کہ جن سے اہل عرب کے کان آشنا تھے اور انہوں نے مثبت یا منفی انداز میں ان واقعات کے سلسلہ میں کچھ نہ کچھ سن رکھا تھا۔ مثلاً قوم عاد و ثمود' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات' چنانچہ ان واقعات کے نتائج کی روشنی میں مخاطبین کو بتلا دیا گیا کہ ان انبیاء کے متبعین کو اللہ نے کس طرح کامیابی دلائی اور منکرین کو کس قسم کے عذاب بھگتنا پڑے۔

۳:...... اور پھر جن واقعات میں وعظ و نصیحت کے پہلو زیادہ تھے ان کو صرف ایک بار ذکر نہیں کیا گیا بلکہ ان کو بار بار قرآن کریم میں مختلف انداز میں ذکر کیا اور ہر مرتبہ اس واقعہ کی ابتدا' مختلف انداز میں کی گئی اور اس واقعہ کی معلومات میں تدریجاً اضافہ کیا گیا' ہر جگہ وہ واقعہ اپنا ایک الگ ہی لطف دیتا ہے۔ غور کیجئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں ۲۷ مقامات پر آیا ہے لیکن ہر جگہ ایک نئے انداز سے اور نئی معلومات اور نئے وعظ ونصیحت کے ساتھ۔

الغرض مقصود ان واقعات سے یہ ہے کہ ان کو سن کر دل میں شرک' بت پرستی اور گناہوں سے نفرت اور ان کی برائی بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف محسوس ہو اور نبی کی ہدایت اور دعوت کے ماننے والوں کو اللہ کی طرف سے مدد اور کامیابی کی ضمانت عطا ہو۔

اس موقع پر مناسب ہوگا کہ انبیاء اور غیر انبیاء کے ان واقعات کی ایک فہرست بھی درج کردی جائے کہ جن کا ذکر اجمالاً یا تفصیلاً ایک مرتبہ یا متعدد بار قرآن کریم میں آیا ہے۔

وہ قصص جو قرآن میں ایک سے زائد مرتبہ آئے ہیں:

۱:...... حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق' ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کی نافرمانی کا قصہ۔

۲:...... حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان کشتی اور سیلاب کے سلسلے میں ہونے والے مکالمے اور ان کی قوم پر آنے والے عذاب کا قصہ۔

۳:...... حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔

۴:...... حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔

۵:...... حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔

۷:...... حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ۔

۸:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ اور ان کا فرعون اور بنی اسرائیل کے نافرمان افراد سے مخاصمہ اور مکالموں کے تفصیلی احوال اور ان کی قوم کے مختلف عذاب اور سزاؤں میں اپنی نافرمانی کے سبب مبتلا ہونے کے واقعات۔

۹:...... حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی نشانیاں اور ان کی کرامات کے واقعات۔

۱۰:...... حضرت ایوب علیہ السلام پر آنے والی آزمائش کا قصہ۔

۱۱:...... حضرت یونس علیہ السلام پر آنے والی آزمائش کا قصہ۔

۱۲:...... حضرت زکریا علیہ السلام کا اپنے لئے اولاد کی دعا اور اس دعا کی قبولیت کا قصہ۔

۱۳:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور اس کے بعد ان سے جو معجزات اور کرامات ظاہر ہوئے ان کا قصہ۔

یہ تو وہ قصص ہیں جو کہ قرآن کریم میں ایک سے زائد مرتبہ آئے جبکہ کچھ واقعات وہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔

وہ واقعات جن کا ذکر قرآن میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے:

۱:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا قصہ۔

۲:...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ مناظرہ کا قصہ۔

۳:...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جانوروں کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھنے کا قصہ۔

۴:...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کرنے کا واقعہ۔

۵:...... حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کا تفصیلی تذکرہ۔

۶:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا قصہ۔

۷:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کرکے دریائے نیل میں ڈالے جانے کا قصہ۔

۸:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر میں پرورش پانے کا واقعہ۔

۹:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک قبطی کو مکا مارنے اور اس سے اس کی موت واقع ہو جانے کا قصہ۔

۱۰:......حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے مدین جانے کا قصہ۔

۱۱:......حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے نکاح کرنے کا واقعہ۔

۱۲:......حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین سے واپسی پر ایک درخت پر آگ کا شعلہ دیکھنے اور اس سے کلام کرنے کا قصہ۔

۱۳:......حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا باہم ملاقات کرنے کا قصہ۔

۱۴:......طالوت اور جالوت کا قصہ۔

۱۵:......ذوالقرنین کا قصہ۔

۱۶:......اصحاب کہف کا قصہ۔

۱۷:......قصہ ان دو شخصوں کا کہ جن میں سے ایک خدا پر بھروسہ کرتا تھا جبکہ دوسرے کا اسباب پر بھروسہ تھا۔

۱۸:......باغ والوں کا قصہ۔

۱۹:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان تین حواریوں کا قصہ جو شہر انطاکیہ میں منادی کرنے گئے تھے۔

۲۰:......حبیب نجار کا قصہ جس کو کفار نے اعلان توحید کی پاداش میں شہید کر دیا تھا۔

۲۱:......اصحاب الاخدود کا واقعہ جس کا ذکر اشارتاً سورہ بروج میں آیا ہے۔

۲۲:......اصحاب فیل کا قصہ۔

۲۳:......بیت المقدس پر چڑھائی ہونے اور اس کی بربادی کا قصہ۔

۲۴:......حضرت عزیر علیہ السلام کا سو (۱۰۰) برس تک مردہ ہو کر زندہ ہونے کا واقعہ۔

نوٹ: یہ فہرست ''تفسیر حقانی'' سے لی گئی ہے۔

الغرض مندرجہ بالا تمام واقعات اور قصص وہ ہیں جو نزول قرآن سے پہلے پیش آ چکے تھے اور ان واقعات کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مثال وعبرت کے لئے پیش کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مختصر سے ارشاد میں کہ ''قرآن کریم میں تم سے پہلے لوگوں کے حالات ہیں۔'' انہی واقعات وقصص کی طرف اشارہ ہے۔

قرآن اور مستقبل کے حالات:

قرآن کریم کے تعارف کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک:

''قرآن کریم میں تمہارے بعد کے حالات ہیں۔''

مستقبل کے بہت سے حالات' کیفیات اور پیشگوئیوں پر محیط ہیں۔

مستقبل کے حالات کے متعلق قرآن کریم نے جو خبر دی ہے ان میں سے چند کیفیات کا منظر پیش کیا ہے' چند واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی پیشگوئی کی ہے اور انسان کے ساتھ پیش آنے والی چند کیفیات بیان کی ہیں مثلاً موت اور قبر کے حالات وغیرہ۔

الغرض مستقبل کے حالات وواقعات کے سلسلہ میں ایک تو وہ پیشگوئیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی ظہور میں آ گئیں۔ مثلاً رومیوں اور ایرانیوں کی جنگ میں رومیوں کی فتح کی پیشگوئیاں' بعض مستقبل کے حالات اور واقعات وہ ہیں جو اپنے خاص وقت اور دور میں ظاہر ہوں گے۔ مثلاً قیامت کی علامات' قیامت کے قائم ہونے کا منظر وغیرہ جبکہ مستقبل کے بعض حالات اور کیفیات وہ ہیں جو ہر انسان کی انفرادی زندگی سے متعلق ہیں اور ہر انسان اپنے اس مستقبل کے آنے پر قرآن کی بیان کردہ ان کیفیات سے دوچار ہوگا۔ بے شمار انسانوں کے لئے ان کا مستقبل اب ماضی بن چکا ہے جبکہ قیامت تک آنے والے بے شمار انسانوں کے لئے وہ مستقبل اپنے وقت پر آ جائے گا۔ یعنی ہر انسان کے لئے قرآن کی بیان کردہ موت کی کیفیات کا حال اور اس کی روح قبض کئے جانے کا منظر وغیرہ۔

الغرض مستقبل کے حالات وواقعات اور کیفیات کے بیان کے سلسلہ میں قرآن کریم میں انسان کی موت کی کیفیات اور اس کے فنا ہونے کے بعد جو حالات گزریں گے اور قیامت اور اس کے بعد جنت ودوزخ کے جو حالات ہیں ان کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ ہے' اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ مقصد قرآن کا موعظت وعبرت کے ذریعہ انسان کو اس کے مقصد پیدائش کی طرف متوجہ کرنا ہے چنانچہ انسان کو فنا اور اس کے بعد پیش آنے والے واقعات کے حوالے سے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اس نے اپنے ہر اچھے اور برے عمل کا حساب دینا ہے اور اسی کے مطابق اس کو جزاء وسزا دی جائے گی۔

الغرض مستقبل کے جو واقعات اور کیفیات قرآن میں ذکر کی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں: موت کی کیفیت' ملائکہ کا روح قبض کرنا' موت کے وقت انسان کو جنت ودوزخ کا دکھایا جانا اور عذاب کے فرشتوں کا ظاہر ہونا' اس عالم کا فنا ہونا' قیامت کی علامات' حضرت مسیح علیہ السلام کا نازل ہونا' دابۃ الارض کا نکلنا' یاجوج ماجوج کا زمین پر پھیل جانا' صور کا پھونکا جانا' اس دنیا کو تہ وبالا کیا جانا' آسمانوں اور ستاروں کا ٹوٹنا' پہاڑوں کا روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرنا' دوبارہ صور پھونکا جانا اور اس کے نتیجہ

میں تمام انسانوں کا زندہ ہونا اور اللہ رب العالمین کے سامنے حساب وکتاب کے لئے کھڑا ہونا‘ نامۂ اعمال کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جانا‘ انسان کے اعضاء کا ان کے ذریعہ انجام دیئے جانے والے اچھے یا برے اعمال کی گواہی دینا‘ اچھے یا برے اعمال کا مثالی شکل میں آنا‘ پل صراط سے گزرنا‘ اہل جنت کا جنت میں داخل ہوکر اللہ کی بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہونا‘ اللہ تعالیٰ کے جلال اور تجلی کی کیفیات کا محسوس کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا‘ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں راحت وآرام سے زندہ رہنا۔

جنت کی ان نعمتوں کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں جہنم کے برے ٹھکانے ہونے‘ بداعمال کے جہنم میں جانے اور جہنم میں سزاؤں کے مختلف انداز بھی بیان کیے گئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے تعارف کے سلسلہ میں جو بیان فرمایا ہے اگر اس کی تفصیل میں جایا جائے اور اس ارشاد مبارک میں بیان کردہ علوم کی گہرائی میں جایا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے‘ اللہ کا علم ہے‘ اس کی کوئی انتہا نہیں‘ سمندروں کے برابر سیاہی تو ختم ہوسکتی ہے لیکن اللہ کے کلمات اور اس کے علوم ختم نہیں ہوسکتے‘ بہرکیف مندرجہ بالا تشریحات تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ایک ارشاد کی ہے کہ ”قرآن میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور تمہارے بعد کے حالات ہیں۔“ باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بقیہ حصہ کی مختصر شرح تحریر کی جاتی ہے:

☆ قرآن کریم میں کفر وایمان‘ حلال وحرام‘ طاعت وگناہ‘ ثواب وعذاب‘ مباحات وممنوعات‘ اوامر ونواہی اور تمام فرائض واحکام شرعیہ کا حکم ہے۔

☆ قرآن کریم حق وباطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ قرآن کریم میں غلط اور صحیح اور ان پر مرتب ہونے والے ثواب وعذاب کو علیحدہ علیحدہ تفصیل کے ساتھ بیان کردیا گیا ہے۔

☆ قرآن کریم محض قصہ پارینہ کی کوئی غیر سنجیدہ اور بے مقصد داستان گوئی پر مشتمل کتاب نہیں‘ جس کسی نے قرآن پر ایمان لانے اور اس کی ہدایت پر عمل کرنے سے انحراف کیا‘ وہ متکبر ہے اور ایسے منحرف ومتکبر کا انجام ہلاکت وبربادی ہے۔ جس نے قرآن کے علاوہ دوسری جگہ سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی تو گمراہی اس کا مقدر ہوگی۔

☆ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنے سے انسان گمراہی کی گہرائیوں میں گرنے سے بچ سکتا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ وہ اللہ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔

☆ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر پنہاں ہے اور اس طرح اس قرآن میں خلق خدا کے لئے وعظ ونصیحت بھی ہے۔

☆ قرآن کریم حکیمانہ مفاہیم‘ معانی اور نصائح پر مشتمل ہے‘ اس قرآن کریم کے مندرجات ایسے پائیدار اصول وضوابط پر مبنی ہیں کہ جو قیامت تک کے لئے کارآمد ہیں‘ تمام مخلوق بھی جمع ہوکر اس قرآن کریم کی مثال پیش نہیں کرسکتی‘ جو شخص اپنی خواہشات اور اپنے نفس کو قرآن کی تعلیمات کے تابع کردے تو پھر اس کی خواہشات میں کجی نہیں آتی۔ گمراہی اور بدعات سے اس کی حفاظت ہوجاتی ہے۔

☆ قرآن کریم کے الفاظ مومنین کی زبان پر آسان ہیں اور اس کے معانی کا سمجھنا آسان ہے‘ مخلوق کے کلام اور خدا کے کلام میں کوئی نسبت نہیں‘ مخلوق کے کلام میں اختلاف ملے گا۔ جبکہ قرآن اللہ کا کلام ہے‘ اس میں کوئی اختلاف نہیں‘ اس میں حق وباطل آپس میں گڈمڈ نہیں بلکہ دونوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے‘ قرآن کے علوم لامتناہی ہیں‘ قرآن میں موجود حقائق لامحدود ہیں‘ لہٰذا علماء اور محققین کبھی بھی اس سے سیر نہیں ہوسکیں گے بلکہ جس قدر اس کی گہرائی میں جاتے رہیں گے مزید درمزید حقائق منکشف ہوتے رہیں گے۔ قرآن کریم کے علوم کا کوئی بھی احاطہ نہیں کرسکتا۔

☆ قرآن کریم کی کثرت تلاوت اس کی لذت اور تراوٹ میں مزید اضافہ کرتی ہے‘ مخلوق کا کلام بار بار پڑھنے سے اپنی تاثیر کھو بیٹھتا ہے جبکہ اللہ کا کلام جس قدر پڑھا اور سنا جائے اس کے پڑھنے اور سننے کا اشتیاق مزید بڑھتا چلا جاتا ہے۔

☆ قرآن کریم میں بے حد تاثیر ہے۔ انسان تو انسان جب جنات نے اس قرآن کریم کو سنا تو وہ اس کی تاثیر پذیری کی تاب نہ لاسکے اور انہوں نے قرآن کریم کی حقانیت کا اعتراف کرلیا اور اس پر ایمان لے آئے۔

جس نے قرآن کریم کے واقعات بیان کئے اور قرآن کریم کے اصول وضوابط کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا‘ جس نے قرآن کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا اس کو بے حساب اجر ملے گا اور جس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا اور جس نے خلق خدا کو قرآن کے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سے متعلق اہم توضیح

مولانا محمد عبدالحمید تونسوی

اہلِ اسلام کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور انہیں سولی پر نہیں چڑھایا گیا، بلکہ زندہ ہی آسمانوں پر اُٹھالیا گیا، قیامت کے قریب وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، چالیس یا پینتالیس برس زمین پر رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، حضور اکرم ﷺ کے روضۂ مبارک میں دفن ہوں گے۔

متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہے کہ اسی حجرۂ مبارک میں آنحضرت ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تین قبور مبارکہ کے ساتھ چوتھی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی ہوگی اور وہ روزِ حشر انہی کے ساتھ محشور ہوں گے۔

۱:...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ینزل عیسی بن مریم إلی الأرض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا وأربعین سنة ثم یموت، فیدفن معي في قبري، فأقوم أنا وعیسی بن مریم في قبر واحد بین أبي بکر وعمر۔" (مشکوٰۃ، رقم الحدیث:۵۵۰۸، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ لابن جوزی، باب لاینبغی رفع الصوت فی المسجد:۳۲۵/۲ بحوالہ کنز العمال للہندی۔ شرح مشکوٰۃ للطیبی الکاشف عن الحقائق للسنن، کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ:۳۳۸۰/۱۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:۸/ ۳۴۹۶، تحفۃ الاحوذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی:۶۲/۱۰، المواہب اللدنیہ:۳۸۲/۲، زرقانی علی المواہب:۲۹۶/۸.....

"ویدفن عیسی ابن مریم مع النبی ﷺ فی روضته...الخ" (علامہ عبدالوہاب شعرانی، مختصر تذکرۃ القرطبی:۱۷۵، طبع مصر)

ترجمہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام (قربِ قیامت میں آسمان سے) زمین پر اُتریں گے تو وہ نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی، دنیا میں ان کی مدتِ قیام (تقریباً) پینتالیس (۴۵) برس ہوگی، پھراُن کی وفات ہوجائے گی اور وہ میری قبر یعنی میرے مقبرہ میں میرے پاس دفن کئے جائیں گے (چنانچہ قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دونوں ایک ہی مقبرہ سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان اُٹھیں گے۔"

۲:...... حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"مَکْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ یُدْفَنُ مَعَهُ قَالَ: فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ: وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَیْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ، هٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ غَرِیبٌ۔" (ترمذی، ابواب المناقب، رقم الحدیث:۳۶۱۷، قصص القرآن للسیوہاروی:۲۹۶/۴، طبع: دارالاشاعت کراچی)

"تورات میں حضرت محمد ﷺ کے اوصاف مذکور ہیں (ان میں یہ بھی ہے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔"

۳:...... حضرت عبداللہ بن سلام اپنے آباء و اجداد سے روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یُدْفَنُ عِیسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَصَاحِبَیْهِ فَیَکُونُ قَبْرُهُ الرَّابِعُ۔" (معجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:۳۸۴)

۴:...... ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی مقام پر اپنے لئے تدفین کی خواہش ظاہر کی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"قَالَ: وَأَنّٰی لَکِ ذٰلِکَ الْمَوْضِعُ مَا فِیهِ إِلَّا قَبْرِي وَقَبْرُ أَبِي بَکْرٍ وَعُمَرَ، وَفِیهِ عِیسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔" (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ، ج:۸، ص:۲۲۸)

ترجمہ: "تیرے لئے یہ کہاں ممکن ہے؟ اس مقام پر تو صرف میری اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبریں ہوں گی اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

بھی اسی جگہ مدفون ہوں گے۔“

۵:...... حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ موجود ہے، اس میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دفن ہوں گے۔“ (اخبار مدینہ:۱۳۵)

۶:... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام [دوبارہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے] اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔“

(ختم نبوت:۲۷۶، بحوالہ الاشاعۃ للبرزنجی، رقم الحدیث:۵۵)

☆...... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ [اہل اسلام کے اجماعی عقیدہ کی وضاحت میں] لکھتے ہیں کہ:

”یہودیوں کا یہ کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول و مصلوب ہو کر دفن ہو گئے اور پھر زندہ نہیں ہوئے اور ان کے اس خیال کی حقیقت قرآن کریم نے سورۂ نساء کی آیت: ”وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ“ میں واضح کردی ہے اور اس آیت میں بھی ”وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ“...... نصاریٰ کا کہنا یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول و مصلوب تو ہو گئے، مگر پھر دوبارہ زندہ کر کے آسمان پر اُٹھا لیے گئے۔ مذکورہ آیت میں ان کے اس غلط خیال کی بھی تردید کردی اور بتلا دیا کہ جیسے یہودی اپنے ہی آدمی کو قتل کر کے خوشیاں منا رہے تھے، اس سے یہ دھوکہ عیسائیوں کو بھی لگ گیا کہ قتل ہونے والے عیسیٰ ہیں، اس لیے ”شُبِّهَ لَهُمْ“ کے مصداق یہود کی طرح نصاریٰ بھی ہو گئے۔ ان دونوں گروہوں کے بالمقابل اسلام کا وہ عقیدہ ہے جو اس آیت اور دوسری کئی آیتوں میں وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لئے آسمان پر زندہ اُٹھا لیا۔ نہ ان کو قتل کیا جاسکا، نہ سولی پر چڑھایا جاسکا، وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہو کر یہودیوں پر فتح پائیں گے اور آخر میں طبعی موت سے وفات پائیں گے۔“

(معارف القرآن، ج:۲، ص:۷۸-۷۹)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی عقیدہ پر تمام اُمت مسلمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ (تلخیص الحبیر:۳۱۹)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث اس معاملہ میں متواتر ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبلِ قیامت نازل ہونے کی خبر دی ہے۔ (نووی شرح مسلم، ج:۲، ص:۴۰۳۔ تفسیر ابن کثیر تحت آیت: ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ ۴۳:۶۱) نیز عصر حاضر کے علمائے عرب کا فیصلہ بھی اسی کے مطابق ہے:

”ذهب أهل السنة والجماعة إلى أن المسيح عيسى عليه الصلوة والسلام لم يزل حيا، وان الله رفعه إلى السماء، وأنه سينزل آخر الزمان عدلاً يحكم بشريعة نبينا محمد ﷺ ويدعوا إلى ماجاء به من الحق، وعلى ذلك دلت نصوص القرآن والأحاديث الصحيحة.“ (فتاویٰ علماء البلد الحرام، ص:۶۰۴، طبع: ریاض سعودی عرب)

مگر دورِ حاضر کے متجدد جاوید احمد غامدی صاحب کا بیان یہ ہے کہ:

”سیدنا مسیح کے بارے میں جو کچھ قرآن سے میں سمجھ سکا ہوں، وہ یہ ہے کہ ان کی روح قبض کی گئی اور اس کے فوراً بعد ان کا جسدِ مبارک اُٹھا لیا گیا تھا کہ یہود اس کی بے حرمتی نہ کریں۔ یہ میرے نزدیک ان کے منصبِ رسالت کا ناگزیر تقاضا تھا۔“

(ماہنامہ اشراق:۳۵، اپریل ۱۹۹۵ء)

قارئین کرام! غامدی صاحب کا مذکورہ خودساختہ نظریہ کتاب و سنت کے سراسر خلاف اور اُمتِ مسلمہ کے اجماعی عقیدہ سے متصادم ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے نزول کا عقیدہ کتاب اللہ کے واضح حکم اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے، جس کا انکار کفر ہے۔

(دیکھئے! ہمارا رسالہ ”غامدی صاحب کا منہجِ فکر“:۵۵-۵۶)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں جو آنحضور ﷺ کو دفن کیا گیا وہاں ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ اس میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دفن کرنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی راضی تھیں، لیکن بنو امیہ مانع ہوئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے پر بھی آپ راضی تھیں، لیکن انہیں وہ جگہ نہ ملی، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ آپ کو یہاں دفن کریں گے، مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے، بلکہ دوسری ازواجِ مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا۔ شاید ان سب کاموں میں یہ حکمت تھی کہ یہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے لئے ہوگی۔ (بعد

المعات، ج:۴، ص:۲۷۶۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج:۸، ص:۳۴۹۶ تحت رقم الحدیث:۵۵۰۸)

"(وقد بقي في البيت) أي في حجرة عائشة (موضع قبر) فقيل بينهٗ صلى الله عليه وسلم وبين الصديقين وهو الأقرب إلى الأدب، وقيل بعد عمرؓ وهو الأظهر، فقد قال الشيخ الجزري: وكذا أخبرنا غير واحد ممن دخل الحجرة، ورأى القبور الثلاثة على هذه الصفة النبي صلى الله عليه وسلم مقدم، وأبو بكرؓ متاخر منه رأسهٗ تجاه ظهر النبي صلى الله عليه وسلم ورأس عمرؓ كذلك من أبي بكرؓ تجاه رجلي النبي صلى الله عليه وسلم وبقي موضع قبر واحد إلى جنب عمرؓ وقد جاء أن عيسى عليه السلام بعد لبثه في الأرض يحج ويعود، فيموت بين مكة والمدينة، فيحمل إلى المدينة فيدفن في الحجرة الشريفة إلى جنب عمرؓ، فيبقى هذان الصاحبان الكريمانؓ مصحوبين بين هذين النبيين العظيمين عليهما الصلاة والسلام، ورضي الله عنهما إلى يوم القيامة۔" (رواہ الترمذی)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ (جگہ) حضور ﷺ اور صدیقینؓ (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان ہے اور یہی قول ادب کے زیادہ مناسب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ (وہ خالی جگہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کے بعد ہے، اور یہ قول زیادہ قرین قیاس ہے۔ شیخ جزریؒ فرماتے ہیں کہ: حجرے میں داخل ہونے والوں اور تینوں قبور کی زیارت کرنے والوں میں سے بہت سے حضرات نے ہمیں یہی بتلایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر سب سے آگے ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک نبی کریم ﷺ کی کمر مبارک کے سامنے ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے اسی کیفیت میں ہے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کمر مبارک کے سامنے) اور نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک کے سامنے ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ اور (حدیث شریف میں) آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد حج بھی کریں گے اور واپس لوٹیں گے، پھر مکہ اور مدینہ کے درمیان وفات پائیں گے، پھر انہیں مدینہ لایا جائے گا، پھر انہیں حجرۂ شریفہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا جائے گا، چنانچہ یہ دو معزز صحابیؓ قیامت تک ان دو عظیم نبیوں کے درمیان ہوں گے۔"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب الفضائل، باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ، ج:۹، ص:۳۶۹۳)

"وأخرج الترمذي من حديث عبد الله بن سلام قال: مكتوب في التوراة صفة محمد وعيسى بن مريم عليهما السلام يدفن معهٗ، قال أبو داود: أحد رواته وقد بقي في البيت موضع قبر وفي رواية الطبراني يدفن عيسى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكرؓ وعمرؓ فيكون قبرا رابعا۔" (فتح الباری لابن حجر عسقلانی، کتاب الفتن، باب ذکر النبی ﷺ، ج:۱۳، ص:۳۰۸۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ، ج:۱۰، ص:۶۲)

ترجمہ: "ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ: تورات میں نبی کریم ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ابوداؤد کہتے ہیں کہ: حجرۂ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ طبرانیؒ کی روایت میں ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدفون ہوں گے تو یہ چوتھی قبر ہوگی۔"

مذکورہ دلائل وبینات سے جہاں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے اور تقریباً چالیس سال زمین پر رہنے کے بعد ان کا انتقال ہوگا اور آنحضور ﷺ کے روضۂ انور میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدفون ہوں گے اور حجرۂ عائشہؓ میں چوتھی قبر آپؑ کی ہوگی، وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ منکرین ختم نبوت کا یہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی (نعوذ باللہ) اور ان کی قبر سرینگر (کشمیر) میں ہے، سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ ☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک

مولانا ندیم احمد انصاری

راستہ کی طرف بلایا تو اس کو راہ ہدایت مل گئی۔ ☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانے، علاقے اور معاشرے میں تشریف لائے، وہاں عورتوں سے حسن سلوک تو دور کی بات ہے، ان کی انسانی حیثیت بھی موضوعِ بحث بنی ہوئی تھی، آپ نے اس ماحول و معاشرے میں عورت کو عدل و انصاف کے ساتھ وہ تمام حقوق عنایت فرمائے، جن کی وہ مستحق تھیں۔ آپ نے خود بھی ہمیشہ صنف نازک کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا اور دوسروں کو بھی اس جانب توجہ دلائی، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی آپ کو لوگوں کی طرف سے اس جانب بے اعتدالی کا خوف ستاتا رہا۔ آپ نے کس طرح اور کس درجے اس کمزور طبقے کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کیا، اس کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاً آپ کی بعثت سے قبل معاشرے میں ان کی حالت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل عورتوں کی حالت نہایت خراب تھی، موروث کے متروکے میں سے ان کو کچھ نہیں ملتا تھا، لڑائیوں میں مفتوحہ قبیلے کی عورتیں عین میدانِ جنگ میں فاتحین کے تصرف میں آجاتیں، طلاق کے لئے کوئی مدت اور عدت نہ تھی، یعنی جب تک شوہر چاہے عورت نہ شوہر کے پاس رہ سکتی تھی، نہ کسی اور سے شادی کر سکتی تھی، عورت کا جو مہر مقرر ہوتا وہ باپ کو ملتا، عورت کو اس سے سروکار نہ ہوتا۔ باپ مر جاتا تو اس کی کل بیویاں (بجز حقیقی ماں کے) تصرف میں آتیں یعنی عورت بیوہ ہونے کے بعد اپنے شوہر کے وارثوں کی ملک سمجھی جاتی، وہ اگر آکر بیوہ پر چادر ڈال دیتا تو وہ اس کی جائز مدخولہ بن جاتی۔ عورت جب بیوہ ہو جاتی تو اسے گھر سے باہر ایک نہایت تنگ کوٹھری رہنے کو اور خراب سے خراب کپڑے پہننے کو دیے جاتے، خوش بو وغیرہ قسم کی کوئی چیز استعمال نہ کر سکتی، اس حالت کے ساتھ جب پورا سال گزر جاتا تو ایک بکری یا گدھا لاتے، اس سے وہ اپنے جسم کو مس کرتی، پھر کوٹھری سے باہر نکلتی اور اس کے ہاتھ میں مینگنی دی جاتی، وہ مینگنی کو پھینک دیتی، اس وقت سوگ سے نکل آتی اور قدیم حالت قائم ہوتی۔ غرض مجموعی حیثیت سے عورت بدترین مخلوق اور ہر قسم کے جبر و تعدی کا تختہ گاہِ مشق تھی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی، اس کو سخت رنج ہوتا اور شرم کے مارے لوگوں میں چھپتا پھرتا، رفتہ رفتہ دختر کشی کی رسم جاری ہو گئی، لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو میدان میں لے جا کر گڑھا کھودتے اور اس میں اسے زندہ گاڑ دیتے۔ ایک صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ظاہر کیا تھا کہ انہوں نے اسلام سے قبل اپنے ہاتھ سے آٹھ لڑکیاں زندہ دفن کی تھیں۔ ایسے معاشرے کی اصلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے کی اور حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کے حقوق کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: غور سے سن لو، میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔'' (ترمذی)

بحیثیت بیٹا:

آج خود فیمنسٹ (Femenist) اور عورتوں کے حقوق کے لئے آواز اٹھانے والوں کے گھروں میں ان کی حقیقی ماں کی آواز دبا دی جاتی ہے اور ان کو سر ڈھکنے کے لئے چھت تک نصیب نہیں ہوتی؛ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو یہ تعلیم دی کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (ابن ماجہ) بلکہ آپ نے فرمایا: انسان کے حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق اُس کی ماں ہے۔ (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی والدہ کو تو زیادہ دن جینا نصیب نہیں ہوا، آپ چھ سال کے تھے کہ آمنہ خاتون نے اپنے خسر عبد المطلب سے چند روز کے لئے اپنے میکے قبیلۂ بنی نجار میں جانے کی اجازت لی اور ام ایمن کو مع آپ کے، ساتھ لے کر مدینے پہنچیں۔ وہ مدینے میں ایک ماہ ٹھہر کر مکے واپس ہو رہی تھیں کہ راستے میں موضع ''ودان'' کے قریب ''ابوا'' مقام میں راہیِ ملکِ بقا ہو کر دیں

مدفون ہوئیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی دایہ ام ایمن مکّے لے کر آئیں۔ اس طرح آپ کو والدین کے کنارِ عاطفت میں، جو بچپن کے لئے ایک بڑی نعمت ہے، تربیت پانے کا اتفاق نہ ہوا۔ (تاریخ اسلام عاشقی) یہی وجہ ہے کہ ان کے ساتھ آپ کے واقعات دست یاب نہیں؛ البتہ آپ کی رضاعی مائیں متعدد ہیں اور آپ ان سب سے الفت ومحبت اور احترام سے پیش آتے تھے، خصوصاً حضرت حلیمہؓ کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا محبت تھی، عہدِ نبوت میں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ "میری ماں، میری ماں" کہہ کر ان سے لپٹ گئے۔ (سیرۃ النبی) ثوبیہ کے لئے آپ خود مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ میں خلّے اور کپڑے بھیجا کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ خیبر کے بعد فوت ہوگئیں۔ (مدارج النبوۃ)

بحیثیت بھائی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کی تنہا اولاد تھے، اس کے باوجود آپ نے بھائی بہن کے رشتے کی حقیقت کو خوب سمجھا اور اس پر لوگوں کو خوب توجہ دلائی، آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا رہے، وہ جنت کا حق دار ہوگا۔ (ترمذی) غزوۂ حنین میں حضرت شیما رضی اللہ عنہا، آپ کی رضاعی بہن قید ہو کر آئیں، آپ نے جب انہیں پہچان لیا تو فرطِ محبت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اُن کے بیٹھنے کے لئے خود مبارک چادر بچھائی، محبت کی باتیں کیں، چند شتر اور بکریاں عنایت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ جی چاہے تو میرے گھر چل کر رہو اور اپنے گھر جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔ انہوں نے خاندان کی محبت کی وجہ سے وطن جانا چاہا؛ چنانچہ عزت واحترام کے ساتھ وہاں پہنچادی گئیں۔ (سیرۃ النبی) یہی نہیں: بلکہ ان کی رعایت میں اس موقع پر قید ہو کر آئے چھ ہزار قیدیوں کو بھی آپ نے نہ صرف رہا کر دیا؛ بلکہ ان کے اموال بھی لوٹا دیئے۔

بحیثیت شوہر:

میاں بیوی کا رشتہ تو بڑا ضروری اور بڑا ہی عجیب ہوتا ہے کہ اکثر لوگ اس بابت افراط وتفریط میں مبتلا ہوجاتے ہیں، بعض بیوی کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں تو بعض غلام بنے نظر آتے ہیں، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے متعلق بھی حکیمانہ اعتدال کی تعلیم دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شوہر کے ذمے عورت کے یہ حقوق ہیں کہ جو خود کھائے وہی اپنی بیوی کو کھلائے، اپنے لئے کپڑے بنائے تو اس کے لئے بھی بنائے، اس کے چہرے پر نہ مارے، اسے بُرا بھلا نہ کہے اور اسے بلاوجہ کہیں اکیلا نہ چھوڑے؛ مگر یہ کہ گھر میں۔ (مسند احمد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی سہولت کی خاطر اپنے بہت سے کام از خود انجام دے لیا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ اپنے سر سے جوئیں نکال لیتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے، اپنے کپڑے سی لیتے، اپنے جوتے سی لیتے اور وہ اپنے بہت سے کام خود کر لیا کرتے تھے۔ آپ اپنے گھر میں کاموں میں لگے ہوتے، جب نماز کا وقت ہوتا تو سب چھوڑ کر چلے جاتے۔ (ترمذی) آپ فرماتے تھے کہ عورتیں، شریف شوہروں پر غالب آجاتی ہیں اور کمینے شوہر بیویوں پر غالب آجاتے ہیں، میں پسند کرتا ہوں کے شریف وکریم رہوں (چاہے مغلوب رہوں اور میں اسے پسند نہیں کرتا کہ کمینہ اور بد اخلاق ہو کر ان پر غالب آجاؤں۔ (روح المعانی) نیز آپ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے، جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہوں، بلکہ آپ نے اسے ایمان کے کامل ہونے کی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے، جو اخلاق میں بہتر ہو اور تم میں بہتر لوگ وہ ہیں، جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

بحیثیت والد:

زمانۂ جاہلیت میں مشرکین عورت کو کسی رتبے اور مقام کا اہل نہ سمجھتے تھے؛ اس لئے وہ لڑکی پیدا ہونے پر غضب ناک ہوتے؛ حالانکہ وہ بھی یہ جانتے تھے کہ نظامِ کائنات کے تحت شادیوں کے لئے لڑکی کی پیدائش ضروری ہے۔ ایسے معاشرے میں جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذلت ورسوائی تصور کیا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کو احترام و عزت کا مقام عطا کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہتر پرورش کرے، اور انھیں اپنی حیثیت کے مطابق پہنائے، تو یہ لڑکیاں اس کے لئے آگ سے حجاب ہوں گی۔ (ابن ماجہ) ایک موقع پر فرمایا: جس شخص کے تین بیٹیاں ہوں، جن کے رہنے سہنے کا وہ انتظام کرتا ہو اور اُن کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہو اور اُن سے شفقت کا برتاؤ کرتا ہو تو یقیناً اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ ایک شخص نے پوچھا: اگر دو ہی (بیٹیاں) ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: خواہ دو ہی ہوں (ان سے حسنِ سلوک پر بھی یہی خوش خبری ہے)۔ (ادب المفرد: ۷۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں خصوصاً حضرت فاطمہؓ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے، شاید یہی وجہ ہے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و اطوار کی جھلک نمایاں تھی، جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز حضرت فاطمہؓ آئیں، ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال کی طرح تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹی خوش آمدید! اس کے بعد آپ نے ان کو اپنی داہنی طرف یا اپنی بائیں طرف بٹھالیا، پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے پوچھا: تم روتی کیوں ہو؟ پھر ایک بات ان سے آپ نے آہستہ سے کہی تو وہ ہنسنے لگیں، میں نے کہا: آج کی طرح میں نے خوشی کو رنج سے اس قدر قریب نہیں دیکھا۔ میں نے دریافت کیا: حضور نے کیا فرمایا؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو افشا کرنا پسند نہیں کرتی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ نے پہلی مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار دور کیا ہے، اس سے میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آگیا اور تم میرے تمام گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو یہ سن کر میں رونے لگی، پھر دوسری مرتبہ فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمام جنتی عورتوں کی یا تمام مومنات کی سردار ہو؟ اس وجہ سے مجھے ہنسی آگئی۔ (بخاری شریف) اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی سے اور ان کا اپنے والد سے تعلق خاطر کا خوب اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ☆☆

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہر ملک، ہر قوم اور ہر زمانے کے لئے

خاک نژاد آدم کی بے شمار نسلیں پیدا ہوئیں اور رخصت ہوگئیں، پھیلی اور بڑھیں، ابھریں اور مٹیں، یہاں تک کہ عالم عنصریات کی شب دراز ختم ہوتی ہے اور صبح محشر کا طلوع ہو جاتا ہے، کمزور و جلد باز، خطا کار و نسیان شعار انسان طلب ہوتا ہے اور اس کا ہر فرد "امانت" کا حساب سمجھانے سے حاضر ہوتا ہے۔ افراد کی تعداد حدوشمار سے خارج ہے، ریاضی کا ہر عدد سب کی گنتی بتانے سے قاصر ہے، اچھے اور برے، امیر و فقیر، حکیم و شاعر، عابد و زاہد، ولی و درویش سب ایک ایک کر کے صف در صف حاضر ہو رہے ہیں، لیکن کسی ایک کا بھی نامۂ عمل فطرت کے محاسبہ پر پورا نہیں اترتا، کسی ایک کا بھی دامن امانت، خیانت کے داغ سے پاک نظر نہیں آتا، کسی ایک کی بھی فرد اعمال ایسی نہیں جو دعوے کے ساتھ پیش ہو سکے، ہر سمت حسرتیں، ندامتیں، پشیمانیاں اور پریشانیاں ہیں، زاریاں اور بے قراریاں، افسردگیاں اور غمگینیاں ہیں، انتہا یہ ہے کہ وہ نفوس قدسیہ تک جو دوسروں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے خلق ہوئے تھے اور جو عرش کا پیام لے کر فرش پر آئے تھے، آج اپنی اپنی حالت میں گرفتار ہیں اور زبانوں پر نفسی نفسی کا وظیفہ جاری ہے۔

گستاخ چشم انسان اس وقت بھی تمرد و خیرہ سری سے باز نہیں رہتا اور سوال کر بیٹھتا ہے کہ ایسی ناقص ہستیوں کے وجود میں لانے کا کیا ثمرہ تھا، جن میں سے کوئی ایک بھی معیار کمال پر پوری نہیں اترتی؟ اس بے شمار انبوہ کو خلعت وجود سے مشرف کرنے کا کچھ بھی حاصل تھا جس کی ایک فرد بھی اپنے مقصد آفرینش کو پورا نہ کر سکی؟ حریم قدس سے آواز آتی ہے کہ دیکھ اے جاہل انسان! اپنی جہالت کا اقرار کر، سن اے نادان انسان! اپنی نادانی پر شرما، یہ پیکر نورانی جو تیرے سامنے عرصۂ محشر میں موجود اپنی ذات کی طرف سے فارغ و مطمئن اور دوسروں کے نجات دلانے کی کوشش میں مصروف و سرگرم نظر آ رہا ہے، تیری ہی طرح ایک انسان تھا، تیری ہی طرح اس کا خمیر بھی آب و گل سے تھا، تیری ہی طرح خاک کے ذروں سے اپنے جسم عنصری کی ترکیب رکھتا تھا، لیکن ہمارا عبد کامل تھا، ہماری امانت کا پورا امین اور اپنے عہد کو نباہنے والا قید عناصر میں داخل ہونے سے قبل ہر وقت ہماری حمد و ثنا میں مشغول رہا تو ہم نے احمد (بہت تعریف کرنے والا) کے نام سے پکارا اور اس کا صلہ یہ دیا کہ جب عالم آب و گل میں پابند بنا کر بھیجا تو اس کا لقب محمد (بہت تعریف کئے گئے) رکھا، دیکھ اے غافل انسان! کہ آج نہ صرف ہم اپنے اس سب سے اچھے اور سب سے پیارے بندہ کو کیا درجہ نصیب کرتے ہیں، بلکہ جس کسی نے اس کی پیروی کی بھی کوشش کی، اس کے لئے بھی آج ہمارے ہاں کیا کیا سرفرازیاں اور سربلندیاں موجود ہیں۔

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ جائیے، حکیموں اور داناؤں کی سوانح حیات پڑھ جائیے، درویشوں اور عالموں کے کارناموں پر نظر کر جائیے، حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوتوں سے واقفیت حاصل کر لیجئے، دنیا کی بڑی سے بڑی اصلاح، بڑے سے بڑے انقلاب، بڑے سے بڑے اجتہاد کا مطالعہ کر جائیے، ہر اصلاح، ہر دعوت، ہر تبلیغ کسی ملک، کسی نہ کسی قوم کے ساتھ مخصوص و محدود آپ کو ملے گی۔ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کو بچانے کے لئے آئے تھے۔ حضرت ہودؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت صالحؑ سب کا روئے سخن صرف اپنی اپنی قوم کی جانب تھا۔ دنیا کے اس عالمگیر کلیہ سے اگر کوئی استثناء ہو سکتا ہے تو وہ محمد عربی (روحی فداہ) کی دعوت و پیام کا تھا۔ رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کسی ایک ملک، کسی ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ ہر زمانے کے لئے ہے، تمدن انسانی کی ہر سطح کے متناسب، حالت بشری کے ہر درجہ کے لئے موزوں اور معاشرت قومی کی ہر شان کے شایاں۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۹

مسیح سے مراد کون ہے؟

اب یہ بحث بالکل بے ضرورت ہے کہ آنے والا مسیح وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم ہے یا کوئی اور؟ جب قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا ذکر فرما کر ارشاد کر دیا کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب اس کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور آنحضرت ﷺ نے اعلان کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نازل ہونا ہے اور آپ کے مشہور صحابی ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنے والے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد، قرآنی آیت ہی کی تفسیر ہے۔ پھر سینکڑوں حضرات کا نزول مسیح کو مختلف پیرایوں میں آنحضرت ﷺ سے روایت کرنا اور اس عقیدہ کا مشہور ہو جانا اور کسی ایک صحابی کا بلکہ تابعی اور تبع تابعین کا ذرا سا شک بھی ظاہر نہ کرنا کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں یا کوئی اور۔ اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا اور رسول خدا کی مراد کیا ہے اور سلف صالحین کا عقیدہ کیا تھا؟

جب قرآن پاک میں سینکڑوں جگہ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوتا ہے ابن مریم کا ذکر ہوتا ہے۔ مسیح کا ذکر ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں عیسیٰ ابن مریم کا اور کوئی مفہوم ہی موجود نہیں ہے۔ ایسے وقت میں آنحضرت ﷺ کا انہی ناموں سے نزول مسیح کا ذکر کرنا اور تمام صحابہ اور تابعین کا بھی یہی رویہ دلیل ہے کہ مسیح ابن مریم کا مصداق ان کے نزول شک وشبہ سے بالا تھا۔ تاہم ان سینکڑوں روایات میں سے ہم چند روایتیں ایسی نقل کرتے ہیں جن سے بصراحت معلوم ہو کہ آنے والے مسیح وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم ہیں نہ کوئی اور۔

۱...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جن کے مذہب کے بارہ میں مرزائی دلوں میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر ج۵ ص۱۲)"وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته" کی تفسیر میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "قبل موته" سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان پر اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کو آنا ہے۔

۲...... طبقات ابن سعد جلد نمبر ا ص ۲۶ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم سمیت اٹھایا اور وہ زندہ موجود ہیں جو دنیا میں پھر آئیں گے اور بادشاہ ہوں گے۔ آخر کار اسی طرح مریں گے جیسے اور لوگ مرتے ہیں۔

۳...... بخاری شریف کی مذکورہ روایت جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنے والے مسیح کو وہی قرآن والا مسیح قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی حدیث کا یہی مطلب سمجھتے اور اس کا اعلان کرتے ہیں۔

۴...... امام حدیث امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں نزول مسیح کی حدیث نقل کر کے اسی میں من السماء کا لفظ بھی صحیح سند کے ساتھ منقول فرمایا ہے۔ جس سے یہ امر بالکل صاف ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ آنے والے کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ وہ آسمان سے آئیں گے۔ گویا آپ رفعہ اللہ الیہ قرآنی آیت کی تشریح فرماتے ہیں۔ مرزائی لوگ "من السماء" کی روایت سے بڑے بوکھلائے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام بیہقی نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔ جہاں "من السماء" کا لفظ موجود نہیں ہے۔ مرزائی اتنا نہیں سمجھ سکے کہ محدثین جب ایک روایت بیان کرتے ہیں تو کبھی تائید میں یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اس روایت کو فلاں فلاں نے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اصل مضمون مثلاً نزول مسیح کا فلان فلاں نے بیان کیا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جو الفاظ میری روایت میں ہیں۔ وہی الفاظ وکلمات سب نے روایت کئے ہیں۔ امام بیہقی اپنے الفاظ وکلمات کی صحت کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ انہوں نے صحیح سند کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے یہ لفظ روایت فرمائے کہ مسیح آسمان سے نازل ہو گا۔ ان الفاظ میں مرزائیوں کی کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی۔

۵...... مشکوٰۃ شریف نے ایک صحیح حدیث نزول مسیح کی نقل کی ہے۔ اس میں "ینزل الی الارض" کے الفاظ ہیں کہ مسیح زمین کی طرف

نازل ہوگا۔ جو دلیل ہے کہ وہ زمین پر نہ ہوگا بلکہ دوسری حدیث کے عین موافق آسمان سے زمین پر نازل ہوگا۔ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ مسیح زمین پر آ کر شادی بھی کرے گا۔ مرزا قادیانی نے بھی اس شادی والی پیش گوئی کو محمدی بیگم کے آسمانی نکاح پر منطبق کیا ہے۔ لیکن محمدی بیگم ہاتھ نہ آئی۔ اب دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں یا مرزا مدعی مسیحیت ومجددیت ونبوت ہوکر بھی حدیث کا معنی نہیں سمجھتے تھے یا جان بوجھ کر محمدی بیگم کی موہوم امید پر آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولتے تھے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو پھر مرزائیوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ نے محمدی بیگم کی جو پیش گوئی کی تھی وہ غلط تھی۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

۶...... قصہ معراج کے ذیل میں ایک حدیث ہے کہ چند پیغمبروں نے قیامت کے بارہ میں گفتگو کی کہ کب ہوگی۔ ہر ایک نے لاعلمی ظاہر کی آخر انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: ''اما وجبتها فلا یعلمها احد الا اللہ واما ما عهد عندی فان الدجال خارج وانا نازل'' کہ اس کا علم تو اللہ کے سوا کسی کو نہیں البتہ جو میرے ساتھ عہد ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلے گا (اور میں اتروں گا) میرے ساتھ دو تلواریں ہوں گی۔ (مسند احمد ج۱ ص۳۷۵، ابن ماجہ ص۲۹۵)

اس حدیث نے یہ امر بالکل صاف کر دیا کہ قیامت کے قریب نازل ہونے والے وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں جو آسمان میں ہیں۔

۷...... آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو خطاب فرمایا: ''ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیمة'' کہ حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے اور انہیں پھر تمہارے پاس آنا ہے۔ قیامت سے پہلے پہل۔ (ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶،۵۷۶، ابن جریر ج۳ ص۲۰۲)

اس حدیث میں رجوع کے لفظ نے کہ اس مسیح کو دوبارہ آنا ہے۔ بالکل قطعی فیصلہ کر دیا کہ دوبارہ وہی آئے گا جو پہلے آ چکا ہے۔

۸...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انا اولی الناس بعیسی ابن مریم لم یکن بینی وبینه نبی وانه نازل فاذا رائیتموه (رواه احمد ج۲ ص۴۳۷)'' حدیث طویل ہے۔ مذکورہ الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ قریب اور زیادہ حق عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رکھتا ہوں۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہ تھا اور وہ نازل ہوگا۔ پس جب تم اسے دیکھو تو وہ یوں ہوگا۔

اس حدیث نے بھی صاف صاف بتا دیا کہ آنے والا وہی مسیح ابن مریم ہوگا جو آپ ﷺ سے پہلے ہو گزرا ہے۔ جس کے بعد آنحضرت ﷺ تک درمیان میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔

اس حدیث کو مرزا محمود نے بھی اپنی کتاب حقیقت النبوۃ میں نقل کیا اور صحیح تسلیم کیا ہے۔ لیکن مرزائی سنت کے موافق لم یکن بینی وبینه نبی کے الفاظ کھا گئے ہیں۔ جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آنے والا وہی ہے جو مجھ سے پہلے گزرا ہے۔ اس کے اور میرے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوا۔

۹...... قبیلہ نجران کے عیسائیوں کا وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جو مذہبی گفتگو کر رہے تھے۔ آپ نے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں قرآنی تصریحات پڑھ کر سنائیں اور (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''ان اللہ حیی قیوم وان عیسیٰ یاتی علیه الفناء'' (کہ اللہ تعالیٰ تو حی وقیوم ہے۔ جس پر فنا طاری ہی نہیں ہوسکتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی) یہاں آپ نے مستقبل کا صیغہ استعمال فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ ابھی تک وہ فوت نہیں ہوئے۔ ہاں! ان پر موت کا طاری ہونا مستقبل میں یقینی ہے۔ یہ فرمانا بھی اسی قرآنی آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ عیسیٰ کی موت سے پہلے سارے اہل کتاب کو ایک زمانہ میں ان پر ایمان لانا ہوگا اور یہ حدیث دوسری احادیث کی شارح بھی ہوئی۔ جن میں نزول مسیح کی خبر دی گئی ہے کہ گویا آپ ﷺ نے بتایا کہ وہی مسیح زندہ ہے اور اسی کا آنا ہے۔ اگر حضرت مسیح فوت ہوگئے ہوتے تو تردید الوہیت کے لئے یوں فرما دینا کتنا آسان تھا کہ اللہ تعالیٰ کو موت نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام تو مر چکے ہیں۔ وہ کیسے خدا ہوسکتے ہیں۔

۱۰...... حضرت عمرؓ کے زمانہ مبارک میں صحابہؓ کا لشکر ایک پہاڑی علاقہ میں اتر پڑا۔ اتفاقاً ایک غار میں ایک معمر بزرگ ملے۔ جنہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں۔ ان کو وصیت کی گئی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دجال جب پیدا ہوگا تو حضرت مسیح دوبارہ تشریف لائیں گے۔ یہ خبر امیر لشکر نے فوراً مدینہ طیبہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے پاس پہنچائی۔ جنہوں نے اس امر کی تصدیق کی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اطلاع دی تھی کہ ان جگہوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی موجود ہیں۔ جب لشکر والوں نے دوبارہ تلاش کیا۔ وہ نہ ملے۔ اس واقعہ کی ہزاروں صحابہؓ نے تصدیق کی۔ سب نے بمعہ حضرت عمرؓ کے اس کو سچا قرار دیا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی مہر تصدیق بھی لگا دی۔

(ابوعبیدہ نظام الدین نے اس کو نقل کیا ہے)

آنحضرت ﷺ کی معجزانہ نشان دہی:

ان تصریحات کے بعد کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی کہ آنے والے مسیح وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ہیں۔ تاہم مزید تسلی کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح کے بارہ میں اتنے اہتمام اور زور کے ساتھ اطلاعات دی ہیں کہ جو صرف پیغمبر کی معجزانہ شان ہی ہوسکتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے نام سے جھوٹا دعویٰ کر کے ہزاروں لاکھوں امت رسول کو کافر بنانے والے افراد کی اطلاع آپ کو اللہ تعالیٰ نے کر دی تھی۔ اسی خطرہ کے پیش نظر آپ نے اتنا اہتمام فرمایا۔

غور فرمائیں:

۱.....مسلمانوں کو خطاب کر کے بیسیوں جگہ نزول اور ہبوط یعنی اترنے کے الفاظ سے خبر دی۔ کیونکہ مسلمان ان کے زندہ آسمان پر ہونے کو تو مانتے ہی تھے۔

۲.....یہودیوں کو خطاب فرماتے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ مرے نہیں اور وہ دوبارہ تمہارے پاس آئیں گے۔

۳.....عیسائیوں کو خطاب کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے آئندہ زمانہ میں مرنے کا ذکر کیا۔

۴.....کہیں ارشاد فرمایا کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔

۵.....کہیں ارشاد ہوا کہ ان کو زمین پر اترنا ہوگا۔

۶.....کہیں فرماتے ہیں کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہ تھا اور ان کو نازل ہونا ہے۔

۷.....کہیں یوں ارشاد ہے کہ آسمان پر معراج کی شب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قیامت سے پہلے اپنے نزول کا ذکر کیا۔

۸.....کسی آدمی کو پہچاننے یا اس تک خط پہنچنے کے لئے نام، ولدیت اور شہر کا ذکر اکثر اوقات کافی ہوتا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے آنے والے کے بارہ میں ان کے نام یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں۔

۹.....ان کا لقب مسیح بھی ذکر کرتے ہیں۔

۱۰.....ان کی والدہ کا نام (مریم) بھی بتاتے ہیں۔ حالانکہ تعارف کے لئے باپ کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ آنے والے کا باپ نہ تھا اور وہ بی بی مریم صدیقہ کا بیٹا تھا۔ اسی کا ذکر کیا۔

۱۱.....مذکورہ بالا نشاندہیوں کے سوا مقام نزول بتایا کہ شہر دمشق میں نزول ہوگا۔

۱۲.....شرقی منارے کی اطلاع دی۔

۱۳.....ان کا لباس بتایا کہ آپ پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

۱۴.....جسمانی کیفیت بتائی کہ بالوں سے جیسے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں گے۔

۱۵.....نزول کے وقت ملکی حالات پر روشنی ڈالی کہ حضرت مہدی نظام سلطنت میں مشغول ہوں گے۔ ان دجالی لشکر اور دجال سے مقابلہ کی تیاری ہوگی۔

۱۶.....اس وقت کے مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد، ان کے والد کا نام عبداللہ اور ان کی قومیت (سید) سب کچھ بتایا۔

۱۷.....نزول کا وقت بتایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہوگا۔ جماعت کی تیاری ہوگی۔

۱۸.....حضرت مہدی علیہ الرضوان ان کو امام بنانا چاہتے ہوں گے لیکن وہ انکار کر کے انہی کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

۱۹.....نماز کے بعد دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے دست مبارک سے قتل کریں گے۔ عام دجالی لشکر کو شکست ہوگی۔

۲۰.....ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ صلیب کی پوجا اور خنزیروں کا پالنا ختم ہو جائے گا۔

۲۱.....مال کی بہتات ہوگی۔ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ دین کی اہمیت بڑھ جائے گی۔ ایک سجدہ دنیا بھر سے زیادہ قیمتی سمجھا جائے گا۔

۲۲.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے۔ (کیونکہ پہلی بار شادی نہ کی تھی) ان کی اولاد ہوگی۔

۲۳.....وہ حج ادا کریں گے۔

۲۴.....وہ حج کا احرام (فج روحا) سے باندھیں گے۔ (مسلم ج۱ ص۱۹۳)

۲۵.....پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے۔

۲۶.....وفات شریف کے بعد مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

۲۷.....دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی۔ جیسے کہ پہلے ظلم وجور سے پر ہوگی۔

۲۸.....ان کے وقت میں یاجوج ماجوج ایک قوم کا خروج ہوگا۔ جو آخر کار آپ کی دعا سے خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر خود ہی تباہ ہو جائے گی۔

۲۹.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بال خوبصورت چمکیلے ہوں گے۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، حاکم، کنز العمال)

۳۰.....ان کا جسم مبارک تندرست وتوانا ہوگا۔ سفید سرخی مائل رنگ ہوگا۔ (کنز العمال ج۷ ص۲۰۲)

اس طرح کی تقریباً ایک سو نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ جن کا استیعاب بمعہ حوالہ کے حضرت مولانا محمد شفیعؒ نے اپنے رسالہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں کیا ہے۔ (جاری ہے)

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۱۶

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

پھر ان لوگوں نے مرزا قادیانی کا ایک خط اخبار ''الفضل'' قادیان ۲۲؍ فروری ۱۹۲۴ء میں شائع کیا، اس میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے۔''

منم مسیح زمان، منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ اس شعر کا یہ ہے: ''میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا ہوں (موسیٰ ہوں)، میں محمد ہوں اور احمد مجتبیٰ ہوں۔''

مرزا نے دوسرے انبیاء کو بھی معاف نہ کیا، خود کو تمام انبیاء سے افضل لکھا اور ان کی شان میں بھی نازیبا الفاظ لکھے، ملاحظہ فرمائیں، تتمہ حقیقۃ الوحی: ۱۳۷ میں لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشانات دکھا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

براہین احمدیہ جلد پنجم ص:۹۹ میں لکھتا ہے:

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مطلب مرزا خود) اسرائیلی یوسف (سیدنا یوسف) سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب (علیہ السلام) قید میں ڈالا گیا۔''

مرزا نے فارسی میں ایک نظم لکھی، یہ نظم اس نے اپنی کتاب نزول المسیح میں شائع کی، اس کا ترجمہ دل پر ہاتھ رکھ کر ہی پڑھ سکتے ہیں، لکھتا ہے:

''اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، میں آدم ہوں نیز احمد مختار ہوں، میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں، خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے، ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے۔''

''میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے۔''

(یہاں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نبیوں کو چھپنے کی کیا ضرورت پیش آگئی، وہ بھی مرزا کی قمیض میں)۔

''مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ لکھتا ہے، وہ لعین ہے۔'' (اس میں کیا شک ہے)۔

اشعار کا ترجمہ آپ نے پڑھا، غور طلب بات یہ ہے کہ دنیا میں جتنے نبی تشریف لائے، ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنی فضیلت کی باتیں نہیں کیں، ہر ایک نے کسرِ نفسی سے کام لیا یعنی خود کو عاجز بتایا صرف یہ کہا کہ میں تو پیغام لانے والا ہوں تمام تعریفیں تو اسی ایک اللہ کے لئے ہیں، نہ کسی نبی نے دوسروں سے اپنا مقابلہ کیا کہ وہ ایسا نبی تھا، میں ایسا ہوں، سابقہ میں کوئی خوبی نہیں تھی، میں خوبیوں کا مجموعہ ہوں، کسی نبی نے ایسی کوئی بات قطعاً نہیں کی، مرزا کو تو بس ڈھنڈورا پیٹنا تھا، سو پیٹتا پیٹتا مرگیا۔

یہاں یہ بات بھی سن لیں کہ مرزائی علانیہ کہتے ہیں کہ مرزا غیر تشریعی نبی تھا، وہ کوئی شریعت لے کر نہیں آیا تھا، نہ اس پر وحی نازل ہوئی تھی، یہ بھی سب ان کے ڈھکوسلے ہیں، سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے طریقے ہیں، آخری شعر میں اس نے لکھا ہے: مجھے اپنی وحی پر یقین ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ مرزا کو تو اپنی وحی (شیطانی) پر یقین ہو اور مرزائی یقین نہ رکھتے ہوں۔ مرزا نے خود اپنی کتابوں میں لکھا ہے:

☆......''میرے پاس جبرئیل آیا۔'' (حقیقۃ الوحی)

☆......''خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔'' (حقیقۃ الوحی)

☆......''مجھ پر کثرت سے وحی نازل ہوئی۔'' (حقیقۃ الوحی)

☆......''خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی۔'' (حقیقۃ الوحی)

نوٹ: اس فقرے کا مطلب ہے کہ مرزا پر پورے تیئس سال وحی نازل ہوتی رہی، اس کے اس جھوٹ کا اعلان خود اس کی کتابیں پکار پکار کر رہی ہیں، نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ اس نے بالکل آخری عمر میں کیا تھا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی ابتداً اس نے ۱۸۹۱ء کے بعد کی تھی، یعنی یہ بتانے کی ابتداً کی کہ میں نبی ہوں۔

اس نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں لکھا:

''میرا دعویٰ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدث ہونے کا دعویٰ ہے جو اللہ کے حکم سے کیا گیا ہے''یعنی میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ محدث ہونے کا کیا ہے۔ اس کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء کی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور ۱۹۰۸ء میں مر گیا، یہ مدت مشکل سے ۱۷ سال بنتی ہے، نبوت کا دعویٰ اگر ۱۸۸۵ء میں کیا جاتا تب کہا جاسکتا تھا کہ پورے تیئس سال تک وحی نازل ہوتی رہی، اس سے بڑھ کر اس کے جھوٹے ہونے کا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے اور جو جھوٹ بولے وہ لعین ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق میں سے اپنے نبی کی مدد کے لئے چنا تھا، وہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے بعد اس دنیا کے سب سے بہترین انسان تھے، ان کی قربانیاں بے مثال ہیں، لیکن مرزا نے ایسی شخصیات کو بھی معاف نہیں کیا، ذرا پڑھئے کیا لکھتا ہے:

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت کو لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔'' (اندازہ لگایئے خود کو زندہ علی لکھا اور سیدنا علی المرتضیٰ کو مردہ علی لکھا)۔

اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے، پس فرق کھلا کھلا ہے، سینکڑوں حسین میرے گریبان میں ہیں۔'' (لیجئے یہاں مرزا انسان سے کشتہ بن گیا، وہ بھی خدا کا اور سینکڑوں حسین اپنے گریبان میں بتا رہا ہے، اس سے پہلے لکھا تھا کہ ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے معلوم ہوا، مرزا لباس کس مقصد کے لئے پہنتا تھا)۔

ایک جگہ لکھتا ہے:

''جو شخص قرآن پر ایمان لاتا ہے، اس کو چاہئے کہ ابو ہریرہ کے قول کو ایک ردی مال کی طرح پھینک دے۔''

آپ نے غور کیا، یہاں اس شخص نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کو ردی مال لکھا ہے، جب کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بہت بڑے راوی ہیں، پھر یہ کہ بہت بڑے صحابی ہیں، یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ خاص طور پر ابو ہریرہؓ کے بارے ہی میں اس نے ایسا کیوں لکھا؟ اس لئے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے والی احادیث بھی روایت کرتے ہیں، مرزا کا ایک اور ڈھکوسلا پڑھئے۔

مرزا نے پیش گوئی کی کہ اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے، وہ لڑکا ایسا ہوگا، ویسا ہوگا، اس کے یہ فضائل ہوں گے، وہ برکات ہوں گی، یہ نشانیاں ہوں گی وغیرہ، لیکن مرزا کے ہاں پیدا ہوگئی لڑکی، لوگوں نے خوب مذاق اڑایا، جب اس سے پوچھا گیا کہ مرزا صاحب یہ کیا؟ آپ نے لڑکا ہونے کی پیش گوئی کی تھی یہ تو لڑکی ہوگئی، اس پر اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی حمل سے لڑکا ہوگا۔

مرزا نے اپنی ایک کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے:

''جو مجھے نہیں مانتا اور میری کتابوں کو نہیں مانتا وہ بدکار عورتوں کی اولاد ہے۔''

اب مزے کی بات یہ کہ مرزا کا اپنا بڑا بیٹا فضل، مرزا کو نبی نہیں مانتا تھا، مرتے دم تک اس نے مرزا کو نبی نہ مانا، آخر مر گیا، مرزا نے اس کا جنازہ نہ پڑھایا۔ مرزا کے اس دعوے کی روشنی میں مرزا کا یہ بیٹا بدکار عورت کی اولاد تھا، جب ہم مرزائیوں سے یہ بات کہتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں مرزا نے بدکار عورتوں کی اولاد نہیں لکھا بلکہ انہوں نے تو سرکش لکھا ہے، یعنی جو میری کتابوں کو نہیں مانتا وہ سرکش ہے اور مرزا کے صاحبزادے کو سرکش ہم بھی کہتے ہیں، یہ ہے ان کا ڈھکوسلا۔ کتاب میں صاف طور پر ''ذریۃ البغایا'' کا لفظ موجود ہے، ذریت اولاد کو کہتے ہیں اور بغایا جمع ہے بغیۃ کی یعنی بدکار عورت، لیکن جب مرزائیوں نے دیکھا کہ یہ تو براہِ راست مرزا پر زد آگئی ہے تو اس لفظ کا ترجمہ سرکش کر دیا، لیکن یہ ترجمہ خود مرزا کی کتب میں بھی مل گیا، یعنی بدکار عورتوں کی اولاد، مرزا نے خود بھی یہ ترجمہ کیا ہے، اس طرح ان کا یہ جواب خالص قسم کا ڈھکوسلا بن جاتا ہے۔

(جاری ہے)

سالانہ ختم نبوت کورس، چناب نگر

تفصیلی رپورٹ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ختم نبوت کورس کا آغاز قیامِ پاکستان کے بعد شروع ہوگیا تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، حضرت مولانا قائم الدین عباسی علی پوری (والد محترم مولانا محمد یحییٰ عباسی مدظلہ)، مولانا قاضی عبداللطیف اختر شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا منظور احمدؒ، مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ سمیت ہزاروں علماء کرام اسی کورس کے تربیت یافتہ ہیں۔

یہ کورس چنیوٹ، سرگودھا اور ملتان میں ہوتا رہا ہے، اب ایک عرصہ سے چناب نگر میں ہورہا ہے۔ امسال ساڑھے گیارہ سو سے زائد علماء کرام، طلبا عظام اور عصری اداروں کے تربیت یافتہ شریک ہوئے۔

. کورس میں قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول: مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم کا اکثر حصہ مولانا مفتی محمد راشد مدنی مرکزی مبلغ رحیم یارخان نے پڑھایا۔

قادیانی شبہات کے جوابات جلد سوم: مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا محمد قاسم رحمانی نے پڑھائیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء اور امام مہدی علیہ الرضوان پر لیکچر دیے۔

خوردونوش کے انتظامات کی نگرانی مولانا محمد اسحاق ساقی، قاری عبیدالرحمٰن، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا خبیب احمد، مولانا محمد خالد عابد، مولانا صغیر احمد نے کی۔

جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شعبہ دعوت و ارشاد کے انچارج مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی دامت برکاتہم نے عیسائی عقائد و عزائم اور بائبل میں بشارات نبوی پر لیکچر دیے۔ مولانا رضوان عزیز نے جدید فتنوں کے شبہات کے جوابات دیئے۔ ملک کے نامور استاذ حدیث، دینی اسکالر مولانا زاہدالراشدی دامت برکاتہم نے تحریکہائے باطلہ سے متعارف کرایا۔ مولانا عادل خورشید کشمیری نے پروجیکٹر کے ذریعہ لیکچر دیئے۔

ملک عزیز کے نامور عالم دین اور خطیب مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد اکرم طوفانی، قاری غلام مرتضیٰ سمیت کئی ایک علماء کرام نے مختلف موضوعات پر لیکچر دیئے۔ کلاس میں سبق کا آغاز صبح آٹھ بجے شروع ہوکر دن کے بارہ بجے تک رہا۔

ظہر سے عصر تک کلاسز رہیں۔ عصر کے بعد وقفہ، مغرب کے بعد خوردونوش اور عشاء کے بعد پروجیکٹر کے ذریعہ اسباق کا سلسلہ جاری رہا۔

راقم کا ہر سال دوسرا ہفتہ ہوتا ہے، امسال بچیوں کے نکاح کی وجہ سے جن کا تذکرہ گزشتہ سطور میں ہوچکا ہے۔ راقم کے دو دن کم ہوگئے۔

راقم ۲۱ راپریل کی عشاء کی نماز میں شریک ہوا۔ ۲۲ راپریل جن حضرات نے سبق پڑھائے وہ درج ذیل ہیں:

صبح ۸ سے ۹ بجے تک شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ۔ ۹ سے سوا دس تک محمد اسماعیل شجاع آبادی عفااللہ عنہ۔ سوا دس سے ساڑھے دس تک ۱۵ منٹ کا وقفہ۔ ساڑھے دس سے بارہ بجے تک مولانا رضوان عزیز۔ ظہر سے عصر تک مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ۔ عشاء کی نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ مولانا محمد انور اوکاڑوی مدظلہ۔

۲۳ راپریل کا شیڈول درج ذیل ہے:

پہلا گھنٹہ صبح آٹھ سے نو بجے تک مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی۔ دوسرا گھنٹہ نو سے دس بجے مولانا رضوان عزیز۔ تیسرا گھنٹہ سوا دس سے بارہ بجے تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ ظہر کے بعد پہلا گھنٹہ تین سے چار بجے تک مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ۔ چار سے پونے پانچ بجے تک محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ آخری پندرہ منٹ حضرت مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ مہتمم دارالقرآن فیصل آباد کے فرزند ارجمند مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی نے بیان فرمایا۔ نیز عشاء کے بعد ایک گھنٹہ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیا۔

۲۴/اپریل کا شیڈول: صبح آٹھ بجے سے نو بجے تک مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے امام مہدی علیہ الرضوان کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ قادیانی شبہات کے جوابات حصہ اول سے سبق پڑھایا۔ سوا دس بجے سے بارہ بجے تک راقم محمد اسماعیل نے قادیانی شبہات کے جوابات حصہ اول سے سبق پڑھایا۔ ظہر کی نماز کے بعد پہلے گھنٹہ میں راقم نے آیات قرآنی سے قادیانیوں کے شبہات کا ازالہ کیا جبکہ دوسرا گھنٹہ مولانا رضوان عزیز نے پڑھایا۔ عشاء کی نماز کے بعد طلبا نے پرچہ کی تیاری کی۔

۲۵/اپریل کا شیڈول: شرکاء کورس کا قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول کا تحریری امتحان ہوا۔ امتحان کے دوران کوئی شور وشرابا اور کوئی بات نہ تھی۔ انتہائی پُرسکون ماحول میں امتحان دیا گیا۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا خالد عابد، مولانا خبیب احمد، مولانا غلام مصطفی، قاری عبدالرحمن اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مولانا غلام رسول دین پوری کی سرکردگی میں امتحان کی نگرانی کی۔ ظہر کی نماز کے بعد کی نشست میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، اقرأ روضۃ الاطفال کے مدیر مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت اور علماء کرام کی ذمہ داری کے عنوان پر شرکاء کورس کو نصیحتیں فرمائیں۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ ان کے مختصر خطاب کے بعد مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے قادیانی شبہات کے جوابات جلد سوم شروع فرمائی۔ اور عشاء کی نماز کے بعد شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ استاذ الحدیث لاہور حسب سابق تشریف لے آئے اور شرکاء کورس کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں نصائح سے سرفراز فرمایا۔

۲۵/اپریل کو صبح ۸ سے ساڑھے نو تک مولانا غلام رسول مدظلہ نے لیکچر دیا۔ ساڑھے نو بجے شرکاء کورس کو کھانا دے دیا گیا۔ جمعہ کی نماز کے لئے تیاری، کپڑے دھونے کا وقت دیا گیا۔

عشاء کی نماز کے وقت طلبا اور منتظمہ کورس کا ذوق وشوق دیدنی تھا۔ آج ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے قائد مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے جانشین قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم تشریف لے آئے اور عشاء کی نماز کے بعد شرکاء کورس سے خطاب فرمایا۔ مولانا نے اپنے خطاب میں حکمرانوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حکمران قادیانیت نوازی چھوڑ دیں۔ حکمرانوں کی اب تک سرگرمیاں ملک عزیز کی نظریاتی اور دینی شناخت کو تبدیل کرتے ہوئے نظر آئی ہے۔ ہم عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی جان کی قربانی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ملک ختم نبوت کے دیوانوں، پروانوں اور مستانوں کا ملک ہے۔ ختم نبوت کے دیوانے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ۱۹۵۳ء کی یاد تازہ کردیں گے۔ مولانا نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

۲۷/اپریل سے راقم کوٹ رادھا کشن لاہور، گوجرانوالہ کے تبلیغی دورہ پر رہا۔ اس دوران کے حالات تحریر نہ کئے جاسکے۔

اختتامی تقریب: ۲/مئی کو صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں ساڑھے گیارہ سو شرکاء کورس کو انعامات دیئے گئے۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ تھے۔ شرکاء کورس کو حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ، مولانا نجیب الاسلام چارسدہ، صاحبزادہ مبشر محمود فیصل آباد، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ تلہ گنگ، قاری عبدالرحمن تلہ گنگ، مولانا عبدالوہاب، قاری فضل امین، مولانا محمد افتخار چارسدہ، قاری محمد ابوبکر مہتمم جامعہ طیبہ فیصل آباد، حاجی محمد منشاء، مولانا غلام مرتضیٰ چنیوٹ، جناب محمد عابد، محمد بلال، محمد یاسر خٹک مانسہرہ، مولانا غلام رسول دین پوری کے ہاتھوں سندات اور کتب دلوائی گئیں۔

تقریری مقابلہ میں پوزیشن حاصل کرنے والے مولوی محمد آصف مظفر گڑھ، محمد معاویہ بہاولپور، مولوی عبدالرحمن چارسدہ نے انعامات حاصل کئے۔

امتحان میں مولوی محمد تیمور اسامہ رحیم یار خان نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ محمد اقتدار بن نصیر الدین نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ محمد حسین ابن محمد موسیٰ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، حاجی عبدالرحمن چارسدہ اور (راقم) محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہاتھوں انعامات دیئے گئے۔

علاوہ ازیں کئی ایک جماعتی راہنماؤں کے ہاتھوں سے انعامات دلوائے گئے اور یوں یہ پُروقار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی پروگرامز

بہاولپور میں دروس قرآن کریم: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام جامع مسجد الصادق میں نصف صدی سے زائد عرصہ سے رمضان المبارک میں دروس کا سلسلہ جاری ہے، ایک دور تھا کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر، فاتح قادیان مولانا محمد حیات، مولانا محمد شریف بہاولپوری، مولانا غلام محمد علی پوری، مولانا عبدالرؤف جتوئی، مولانا محمد شریف جالندھری رحمہم اللہ تعالیٰ یہاں درس دیا کرتے تھے اور سامعین بھی سینکڑوں سے متجاوز ہوتے۔

راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں رہا۔ اس وقت جو سامعین ہوتے تھے ان میں سے کوئی چہرہ اب نظر نہیں آتا۔ میرے دور میں بھی مولانا منظور احمد شاہ حجازیؒ، مولانا قاضی اللہ یار خان، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ تشریف لایا کرتے تھے۔ سحری و افطاری کا کیلنڈر بھی عرصہ دراز سے شائع ہورہا ہے، پہلے کیلنڈر میں مدرس اور تاریخ درس دیئے جاتے تو سامعین اپنی اپنی پسند کے مقرر و مدرس کے درس میں تشریف لاتے۔ اب نہ سامعین رہے اور نہ ہی مدرس و مبلغ سینکڑوں سے متجاوز سلسلہ سکڑ کر دسیوں تک پہنچا ہے، خدا خیر کرے بہرحال یکم سے ۱۶؍رمضان المبارک تک دروس کا سلسلہ جاری ہے۔ امسال دروس کا آغاز درویش صفت عالم دین مولانا مفتی عطاء الرحمن شیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ کے درس سے ہوا۔ ان کے بعد مولانا اسحاق ساقی، محمد اسماعیل شجاع آبادی (راقم)، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی نے درس دیئے۔ آخری درس مفکر ختم نبوت، عالمی مجلس ختم نبوت کے روح رواں مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کا ہوا۔ راقم کے بیان میں علماء بہاولپور مولانا قاضی عظیم الدینؒ، مولانا غلام مصطفیٰؒ، مولانا قاضی رشید احمدؒ، مولانا محمد حنیفؒ، مولانا مفتی غلام فریدؒ، مولانا محمد معاذؒ، مولانا محمد باقر جامی، مولانا حکیم عبدالجلیل بہت یاد آتے رہے۔ کتنے بڑے بڑے علماء کرام تھے مجھ سے پہلے دور میں تو شیخ التفسیر علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ، مولانا محمد فاروق انصاریؒ، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ اب بدقسمتی سے ان کی اولادوں میں دینی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا، ہمارے جیسے کی کسرے اب مسند رسول پر براجمان نظر آتے ہیں، خدا خیر فرمائے۔ بہرحال دروس کا سلسلہ جاری و ساری ہے، نئی نسل کچھ نہ کچھ تو اخذ کررہی ہے۔

مولانا محمد یوسف بہاولپوری مدظلہ سے ملاقات: مولانا محمد یوسف بہاولپوری مدظلہ جرأت مند اور بہادر عالم دین ہیں۔ جامعہ دارالعلوم کبیر والا سے تعلیم حاصل کی، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے معتمد علیہ شاگرد ہیں اور انہوں نے ہی آپ کی شادی کرادی۔ حصول تعلیم کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کے دور میں کراچی میں مبلغ تھے۔ آپ کے گھر ایک بچے کی ولادت ہوئی، ملتان اطلاع ہوئی، مولانا جالندھریؒ نے کراچی دفتر کا فون ملایا، فون مسلسل ملانے کے باوجود جب کوئی رابطہ نہ ہوسکا تو مولانا جالندھریؒ نے ایک ورکر کو حکم دیا کہ وہ کراچی دفتر کے تالا میں ایک چٹ لگا کر آئیں کہ مولانا جب آئیں تو ملتان دفتر مرکزیہ میں رابطہ کریں۔ مولانا جب آئے تو فون پر حضرت نے بچے کی ولادت کی خوشخبری دی اور گھر آنے کا حکم فرمایا۔ مولانا گھر کبیروالا آگئے، متعینہ تعداد سے چھٹیاں جب زیادہ ہوئیں تو حضرت جالندھریؒ نے ایک ساتھی کو بھیج کر بلوایا، جب مولانا محمد یوسف دفتر میں تشریف لائے تو حضرت نے فرمایا کہ اس رات آپ کہاں تھے؟ مولانا نے جواب میں فرمایا کہ ایک مسجد مل گئی ہے، جہاں رات کو چلا جاتا ہوں صبح کی نماز پڑھا کر درس دے کر واپس آجاتا ہوں۔ حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ ایک جماعت کے کئی مبلغ تو ہوسکتے ہیں لیکن ایک مبلغ کی کئی جماعتیں نہیں، مولانا فرماتے ہیں کہ مسجد میں مراعات زیادہ تھیں تو مسجد کو ترجیح دی۔ موصوف بہاولپور جامع مسجد اشرف غلہ منڈی کے ایک عرصہ تک خطیب رہے اور بہت ہی بہادری سے خطابت فرماتے رہے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جب راقم بہاولپور مبلغ تھا تو مولانا نے بہاولپور میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ دارالعلوم الحسینیہ شہدادپور سندھ میں اہل حق کی قدیمی درسگاہ ہے۔ اس کے ایک مہتمم جب

اس دارِفانی سے رحلت فرماگئے تو دارالعلوم کی انتظامیہ نے آپ کو بحیثیت مہتمم کے ملازمت سے سرفراز کیا۔مولانا جہاں رہے مجلس کے کاز اور مشن کے داعی رہے۔راقم الحروف بہاولپور میں جب تھا تو مولانا غلام مصطفیٰ بانی دارالعلوم مدنیہ بہاولپور،مولانا محمد یوسف بہاولپور اور راقم پر مشتمل ایک تکون ہوتی تھی۔ اللہ پاک نے خوب صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ایک عرصہ سے صاحبِ فراش چلے آرہے ہیں۔ رمضان المبارک کے پہلے جمعہ سے فارغ ہوئے تو مولانا محمد یوسف کی عیادت کے لئے حاضری ہوئی۔اللہ پاک صحت و عافیت سے سرفراز فرمائیں۔

چوہدری محمد علیم سے ملاقات: چوہدری محمد علیم محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے ہیں، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے شماریات کے پروفیسر ریٹائر ہوئے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور یونٹ کے ایک عرصہ سے ناظم اعلیٰ چلے آرہے ہیں۔ آپ کے والد محترم حاجی محمد امینؒ فنافی الجماعت تھے۔دفتر غلہ منڈی میں آنے کے بعد ان سے ملاقات ہوجاتی۔ جامع مسجد اشرف غلہ منڈی کے نمازیوں میں سے تھے۔حاجی محمد امینؒ کے دو بیٹے ہیں پروفیسر محمد علیم، پروفیسر محمد نعیم دونوں جماعت سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ پچھلے دنوں ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا تو ان کی تعزیت کے لئے ان کے گھر گئے۔ مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔

دارالعلوم مدنیہ میں قیام: راقم الحروف دو دن بہاولپور میں رہا تو قیام بہاولپور کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم مدنیہ میں رہا۔ دارالعلوم مدنیہ کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بھی ایک عرصہ تک مبلغ رہے۔ مرحوم کا نام نامی اسم گرامی مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری تھا۔ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا زبیر احمدؒ مہتمم رہے۔آج کل جامعہ کا اہتمام وانصرام درویش صفت عالم دین مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ کے ہاتھوں میں ہے۔ مذکور مجلس کے ایک سابق مبلغ مولانا محمد شریف بہاولپوری کے فرزند ارجمند اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی نائب امیر اول ہیں۔ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ سرائیکی زبان کے سُریلے اور رسیلے خطیب تھے۔طرز کے ساتھ بیان فرماتے ان کی ساری زندگی مجلس میں گزری الحمدللہ! ان کے فرزندان گرامی بھی مجلس سے محبت کرنے والے حضرات ہیں۔

بقیہ:..........اداریہ

تو یہ جو کورس رکھا گیا ہے، چالیس دن کا ہے،کوئی زیادہ دن نہیں ہیں۔تو اس میں یہی رکھا گیا ہے کہ بھئی! بچوں کو تھوڑا سا مانوس کریں۔جو دین اسلام کی اچھی اچھی باتیں ہیں وہ ان کے ذہنوں میں نقش کریں۔ چالیس دن ہیں،کوئی زیادہ نہیں۔وقت بھی کم ہے،عصر سے عشاء تک۔اور یہ وقت رکھنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ بھائی! یہ عصر کی نماز پڑھتے ہوئے لوگوں کو دیکھیں گے،نماز پڑھیں گے۔ مغرب بھی پڑھیں گے۔عشاء بھی پڑھیں گے۔تین نمازیں تو ماشاء اللہ! انہوں نے دیکھی ہیں۔

اور یہاں تو الحمدللہ! ہمارے ساتھی اور یہ بچوں کی صف لگاتے ہیں اور بہت اچھا ہوتا ہے۔سارے بچے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں،تو بچوں کو یہاں لائیں اور خواتین کے لئے بھی اصرار تھا،ہم نے پروگرام رکھا ہے نو سے بارہ بجے تک،یہی چالیس روزہ کورس خواتین کے لئے بھی ہے،بڑی عورتوں کے لئے بھی ہے اور اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ہم نے جب شروع کیا تھا تو عائشہ باوانی میں رکھا تھا،تقریباً دو سو سے زیادہ خواتین ہوگئی تھیں اور الحمدللہ! جتنی بچیاں اس کورس میں گئی تھیں،اللہ کے فضل سے اسّی فیصد نے پردہ شروع کر دیا۔اس لئے کہ انہوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں،کبھی سنا ہی نہیں،اور جب ماحول میں گئی ہیں،اپنی استانیوں کو دیکھا ہے،ان سے سنا ہے،خود بخود ان کی طبیعت بن گئی اور ماشاء اللہ! اب وہ برقع بھی لیتی ہیں،پردہ بھی کرتی ہیں اور بہت سوں نے دو سال کا کورس بھی کیا ہے،تجوید بھی پڑھی ہے۔یہ خواتین میں اثرات بتا رہا ہوں۔اسی طرح بچوں میں بھی یہ اثرات آئیں گے تو ان شاء اللہ! ان کا بہت فائدہ ہوگا۔پتہ نہیں آج جو بچے یہاں پڑھے گا کل کو وہ کہاں کہاں جائے گا،کتنا کام کرے گا؟ اللہ کو معلوم ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے ان بچوں کو بھی اللہ کامیاب فرمائے،اللہ ہماری اس مسجد کو دین کا مرکز بنائے،اور اس کا فیض اللہ پورے عالم میں پھیلا دے۔آمین!

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486